

Vol. II
No. 8



Saturday
19th September, 1953

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY
DEBATES
Official Report

**PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN
QUESTIONS AND ANSWERS**

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

SATURDAY, 19TH SEPTEMBER, 1953

The House met at Two of the Clock

[*Mr. Speaker in the Chair*]

QUESTIONS AND ANSWERS
(SEE PART I).

The Hyderabad House Rent Control (Amendment) Bill, 1953.

Mr. Speaker : Let us proceed to the next item.
Shri A. Raj Reddy.

Shri V. D. Deshpande (Ippaguda) : I am informed by Shri A. Raj Reddy that due to the illness of his wife he could not attend the House and that he might be permitted to introduce this Bill on the next non-official day or somebody might be authorised in that behalf.

Mr. Speaker : Shri A. Raj Reddy's Bill may be taken up on the next non-official day. Now, Shri G. Hanumanth Rao.

شری جی. - ہنمنت راؤ (ملگ) - اسپیکر سر - میں نے یہ اسٹینٹ بلن رتن کنٹرول آرڈر سنہ ۱۹۳۳ء کے سلسلے میں پیش کیا ہے - اس کے اسٹینٹ آف ایجکشن اینڈ ریزنس میں اس کا ذکر کیا گیا ہے کہ.....

مسٹر اسپیکر - میں ہاؤس کی توجہ رول نمبر ۱۰۰ کی طرف دلانا چاہتا ہوں - اس کی پوری پابندی کی جائے تو ٹھیک ہے -

Shri G. Hanumanth Rao : I beg leave of the House to introduce 'The Hyderabad House Rent Control. (Amendment) Bill, 1953'.

Mr. Speaker : Motion moved.

**Shri G. Hanumanth Rao*: According to Clause 10 of the Rent Control Order 1953 F., it is provided that the order shall not apply to any such house as is mentioned in sub-section (a) to (d) thereof. sub-section (d) exempts such houses whose income or rent as are reserved or secured for public benefit or for charitable purposes or for educational purposes or for any under any special orders in force.

By reason of the above sub-section, certain institutions and trusts which are rack-renting from tenants are enabled, under the guise of being called public, religious or charitable or waky institutions, to deprive their tenants from the beneficial provisions of the rent control law, whose main object is to prevent such profiteering, impose a control on rents and save tenants from harrassments.

It is therefore just, necessary and essential to amend the clause (d) para 10 of the Hyderabad House Rent Control Order of 1953 Fasli.

میں نے اپنا اسٹینٹ حیدرآباد ہاؤس رنٹ کنٹرول آرڈر کے سلسلہ میں لایا ہے۔ اس میں چارٹیبل پریز کیلئے جو مکانات اور عمارتیں ہیں وہ اکزمپٹ ہیں۔ جیسے سیتارام باغ ہے جس میں کئی دوکانات اور ملکیاں بھی ہیں۔ ہاؤس کے سب ممبرس جانتے ہیں کہ سیتارام باغ کے مالک کیسے شخص ہیں۔ ایسے عمارتوں کا جو رنٹ وصول ہوتا ہے وہ چارٹیبل پریز کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔ ایسے اور مقامات ہیں کشن باغ ہے لکشن باغ ہے جو پنالال پٹی کا ہے رام گوپال دھرم شالہ ہے۔ مدینہ بلڈنگ ہے.....

مسٹر اسپیکر - آنریبل ممبر خاص طور پر کسی شخص کا نام نہ لیں کیونکہ وہ یہاں اسکا جواب نہیں دے سکتے۔ آنریبل ممبر عام طور پر کہہ سکتے ہیں کہ فلاں پراویژن (Provisoin) کی ضرورت ہے۔

شری جی - ہنمنت راؤ - میرا مطلب یہ ہے کہ جو چارٹیبل پریز کیلئے وقف ہوتے ہیں انکا استعمال چارٹیبل پریز کیلئے نہیں ہوتا۔ اور پھر یہ ہوتا ہے کہ وہ ان جائدادوں کے کرایہ داروں کو جب چاہے نوٹس دے کر نکال دے سکتے ہیں.....

مسٹر اسپیکر - آنریبل ممبر کا اسٹینٹ مختصر ہونا چاہئے۔

شری جی - ہنمنت راؤ - بہت بریف ہی کہہ رہا ہوں۔ نوٹس کے بغیر نکال دیتے ہیں۔ یاد گیر گتہ میں اور ہر جگہ ایسا ہوتا ہے۔ ایکسپلائیٹ کیا جاتا ہے۔ اس کے مالک تو موٹروں میں بیٹھ کر پھرتے ہیں۔ لیکن ٹیننٹ کیلئے گنجائش نہیں دیتی کہ اس کو بیدخل کر دیا جائے تو کوئی کارروائی کر سکے۔

اس سلسلے میں میں نے ہندوستان کے دوسرے اسٹیشن کے قوانین بھی دیکھے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ اڑیسہ یو۔ پی بنگال میں ایسا قانون نہیں ہے۔ بمبئی دہلی اور مدراس میں ایسا ہے مگر نوعیت ایسی نہیں ہے۔ بمبئی ایکٹ کا سکشن (۴) یہ ہے۔

Bombay:-Section 4: The Provincial Government may direct that all or any of the provisions of this Act shall not apply to premises used for public purposes of a charitable nature,

اسکے بعد دہلی اور اجیر میں یہ ہے کہ :-

Delhi & Ajmere : " To any premises the construction of which is not completed and which are not let to a tenant before the commencement of this Act."

اسطرح دہلی اور اجیر میں کسی چارٹریبل پرپزور کیلئے اگزمپشن نہیں ہے۔ مدراس میں یہ ہے کہ :-

Madras : Notwithstanding anything contained in this Act, the Provincial Government may by notification in the Gazette exempt any building or class of buildings from all or any of the provisions of this Act "

اسطرح بمبئی کے سوا ہندوستان کے جتنے بھی اسٹیشن ہیں وہاں چارٹریبل پرپزور کی پراپرٹیز کیلئے اگزمپشن نہیں ہے۔ ہمارے پاس جو سنہ ۱۹۳۳ء کا قانون ہے وہ بہت ہی بوسیدہ ہے۔ جو کلاز ٹینٹ کے مفاد میں ہونے چاہئیں وہ نہیں ہے۔ انسٹی ٹیوشنس یا مندریا کسی اور کے نام پر یہ جائدادیں ہوتے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ پنا لال پٹی۔ لکشمی نیواس گنیروال یا رام گوپال جیسے لوگ ان سے مزے اڑاتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ سکندر آباد میں جو ایک دھرم شالہ ہے اس میں ایک کمرے کا کرایہ روزانہ دو روپیہ لیا جاتا ہے اسطرح گویا ایک کمرے کا کرایہ ماہانہ ساٹھ روپیہ لیا جاتا ہے۔ یہ رقم اگر ایجوکیشن یا کسی دوسرے قومی تعمیراتی کاموں پر صرف کیجاتی تو مجھے عذر نہ ہوتا لیکن یہ رقم مزہ کرنے پر خرچ کیجاتی ہے۔ دوسری جگہ جس کمرے کا کرایہ پندرہ روپیہ ہو سکتا ہے یہاں ساٹھ روپیہ لیا جاتا ہے۔ گورنمنٹ کے ملازمین جنکا وطن اضلاع میں ہے انکو یہاں مکان نہیں ملتا ہے۔

مسٹر اسپیکر - مختصر طور پر فرمائیے۔

شری جی۔ ہنمنت راؤ - ہاں میں مختصر طور پر کہوں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ اگزمپشن نہ ہونا چاہئے۔ گورنمنٹ جو رول بنائے اس میں اسکو اکسپٹ کرے۔

شی. وی. کے. کورٹکر :- گورنمنٹ کی جانب سے میں جس بیل کی مخالفت کرتا ہوں، کیونکہ گورنمنٹ کے جے راور یہ پراپوزل (Proposal) ہے کہ یہ کانون بہت پورا ہے اور اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اور یہ پورا کانون جلد سے جلد آپ کے سامنے رکھا جائیگا۔ اگر باپ چاہے تو اس وقت اس میں سے اس وقت لے سکتے ہیں۔ اس پورے کانون میں آنرےبل ممبر کی جس قسم کی انسٹ (Insert) کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ دو یا تین آدمیوں کے لیے کوئی کانون نہیں بناتا۔ کچھ لوگ اس کانون سے اگر ناچایاج کام بڑھاتے ہیں تو وہ بات الگ ہے۔ گورنمنٹ کے جے راور یہ مسئلہ ہے اور وہ پورا کانون بنکر جلد اس کے سامنے آئے گا۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - کیا اسی مشن میں پیش کیا جائیگا ؟

سری. وی. کے. کورڈکار :—کویشا تو बहुत जल्द इसी सेशन में लाने के लिये की जा रही है।

شری جی۔ ہنمنت راؤ۔ اگر منسٹر صاحب اسکا یقین دلاتے ہیں کہ یہ بل اسی مشن میں پیش کیا جائیگا تو میں اسکو وٹو ڈرا (Withdraw) کرنے کیلئے تیار ہوں۔

مسٹر اسپیکر۔ اگر مگر کی شرط کی ضرورت نہیں ہے۔ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اسکی کوشش کی جا رہی ہے۔

شری جی۔ ہنمنت راؤ۔ آجکل کی گرانی کے لحاظ سے کسی آدمی کو ایو نٹ (Evict) کرنا اور اسکو گھر سے نکالنا مناسب نہیں ہے۔

مسٹر اسپیکر۔ گورنمنٹ کی جانب سے ذمہ دار منسٹر یہ کہہ رہے ہیں کہہ عنقریب اس قسم کا بل ہاؤس میں لایا جائیگا۔ ایسی صورت میں کیا آنریبل ممبر وٹو ڈرا کریں گے؟ ورنہ پھر اس مسئلہ کو ہاؤس کے کنسیڈریشن (Consideration) کے لئے رکھنا پڑیگا۔

شری جی۔ ہنمنت۔ اگر اسی مشن میں اس بل کو لایا جا رہا ہے تو...

مسٹر اسپیکر۔ میں نے کہا کہ اگر مگر کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ عنقریب لایا جائیگا۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ آخر کب تک آجائیگا ؟

سری. وی. کے. کورڈکار :—असी सेशन में आयेगा असा निश्चित तो नहीं बताया जा सकता। पहले से यहां पर काफी बिल आये हैं। फिर भी जितना तो बता सकता हूं कि तीन साढ़े तीन साल तो नहीं लगेंगे।

شری جی۔ ہنمنت راؤ۔ منسٹر صاحب اسکا یقین دلا رہے ہیں۔

I beg leave of the House to withdraw the motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

The Hyderabad Money Lender's Amendment Bill, 1953.

Shri K. Venkat Ram Rao (Peddamangal) : Mr. Speaker, Sir, I beg leave of the House to introduce 'The Hyderabad Money Lender's Act (Amendment) Bill, 1953.

Mr. Speaker : Motion moved.

شری کے - وینکٹ رام راؤ - یہ جو اسٹنڈنٹ میں نے پیش کیا ہے دفعہ ۲ قانون قرض دہندگان کی ضمن ۱۰ سے متعلق ہے جو یہ ہے -

”کاشتکار سے مراد اوس شخص سے ہوگی جو قانون انسداد انتقال زرعی اراضی نشان (۳) سنہ ۱۹۳۹ء کے مفہوم میں زراعت پیشہ طبقہ کا رکن ہو اور جسکی گذر بسر کا اصل ذریعہ زراعت ہو، اس میں میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اس میں سے یہ الفاظ نکالے جائیں ”جو قانون انسداد انتقال زرعی اراضی نشان ۳ سنہ ۱۹۳۹ء کے مفہوم میں زراعت پیشہ طبقہ کا رکن ہو اور،“ یہ نکال دینے کے بعد کاشتکار کی تعریف یہ رہتی ہے کہ ”جسکی گذر بسر کا ذریعہ زراعت ہو،“ ہم جانتے ہیں کہ قانون انسداد انتقال زرعی اراضی نظام کی حکومت نے نافذ کیا تھا - ہاؤس کے کئی ایک آرٹیکل ممبران نے اس سے اختلاف کیا اور پرزور مطالبہ کیا تھا کہ اسکو منسوخ کیا جائے کیونکہ اس قانون کی بنیادیں فرقہ وارانہ اساس پر تھیں اسلئے اسکو ایسی بنیادوں پر ڈھالنا چاہئے جو مناسب ہوں - لیکن اب تو اسکا سوال نہیں ہے کیونکہ یہ قانون منسوخ ہوچکا ہے اسکی جگہ پر قانون لگان داری زرعی اراضی آچکا ہے لیکن آثار قدیمہ کے طور پر چند الفاظ رکھے گئے ہیں کہ قانون قرض دہندگان کی اغراض کیلئے منسوخ شدہ قانون کے مندرجہ تعریف کاشتکار کو دفعات ۱۱-۱۲ اور دفعہ ۱۴ کے اغراض کیلئے نافذ متصور ہوگا - دفعہ ۱۱ کے تحت سود اصل سے زائد نہیں دلایا جائیگا اس میں اسکو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ڈگری میں جو قانون قرض دہندگان سے پہلے کی ہو اقساط کا حکم دیا جاسکتا ہے - دفعہ ۱۴ کے تحت کاشتکار یا مزدور کو جو پچاس روپیہ زر مالگزاری ادا کرتا ہو اور مزدور کو جو ایک روپیہ روز کاتا ہو محس دیوانی میں رکھے جانے کیلئے گرفتار نہ کیا جاسکیگا - قانون انسداد انتقال زرعی میں جو تعریف کاشتکار کی کی گئی ہے وہی تعریف اس میں لانی چاہئے یعنی کسی شخص کی گذر بسر کا ذریعہ زراعت ہو تو کاشتکار کو جتنی سہولت ملتی ہے اسکو ملنی چاہئے - اس کے ساتھ ساتھ میں کہوں گا کہ یہ جو ڈسکریمینیشن (Discrimination) ہے بنیادی اور کانسنٹی ٹیوشن آف انڈیا کے آرٹیکل ۱۴ و ۱۵ کی جو سپرٹ ہے اس کے خلاف پڑتا ہے - اسلئے میں کہوں گا کہ اسکو رکھنا ضروری نہیں ہے - میں آرٹیکل ۱۵ ایوان کے ملاحظہ میں لانا چاہتا ہوں -

“The State shall not discriminate against any citizen on grounds only of religion, race, caste, sex, place of birth or any of them;”

اسلئے ہم نے اس سے اختلاف کیا ہے اور یہ دستور ہند کے بھی خلاف ہے - اسلئے کاشتکار کی تعریف میں یہ ترمیم پیش کی گئی ہے - مزدور کی تعریف میں بھی ایک ترمیم میں نے پیش کی ہے - مزدور سے مراد اوس شخص سے ہوگی جو محض جسمانی محنت سے اپنی روزی کاتا ہو اور جسکو بشکل نقد یا جس ہواخانہ ایک روپیہ یا ماہانہ تیس روپیہ سے زائد اجرت نہ ملتی ہو اس میں سے الفاظ بالا کو نکالنے کیلئے میں نے ترمیم پیش کی ہے - آجکل ہم

جانتے ہیں کہ افراط زر کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہو گیا ہے اسکی وجہ سے اجرتوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ نقد یا جنس ایک روپیہ ملتا تھا تو اب آنہ دو آنے زیادہ مل رہے ہیں۔ زرعی مزدوروں کے لئے مینیمم ویجز کے سلسلہ میں سوا روپیہ مقرر کیا گیا ہے۔ جب ایسی سہولتیں نہ ملیں تو تھوڑے سے فرق کی وجہ سے قانون کا منشا فوت ہو جائیگا۔ اس لئے قانون کے منشا کی تعمیل کیلئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے۔ ایوان سے استدعا کرتا ہوں کہ بلا کسی ذہنی تحفظ کے اسکو منظور کیا جائے۔

شری وی۔ کے۔ کورنگر۔ ہاؤس کے اس سائیڈ کو کوئی خاص عذر نہیں ہے۔
منظوری دیجاسکتی ہے۔

مسٹر اسپیکر۔ ہاؤس جب ابوز (Oppose) نہیں کر رہا ہے تو اس کے
چھاپنے کی اجازت دیجائیگی۔

The question is :

“That leave be granted to introduce ‘The Hyderabad Money Lender’s (Amendment) Bill 1953.’”

The motion was adopted.

Shri K. Venkat Ram Rao : Sir, I beg to introduce The Hyderabad Money Lender’s (Amendment) Bill, 1953.

Mr. Speaker : The Hyderabad Money Lender’s (Amendment) Bill, 1953, is introduced. Let us now proceed to the next item on the Agenda.

Non-Official Resolution Re: Supply of Oil Engines on Taccavi Loans

Shri K. L. Narsimha Rao (Yellandu-General) : Sir, I beg to move :

“That this Assembly is of opinion that the purpose of Grow More Food Campaign is not being served properly by Supply of Oil Engines on Taccavi Loans. This Assembly, therefore, recommends to the Government of Hyderabad to stop this practice and undertake construction of Minor Projects and repairs to breached tanks for the above purpose.”

Mr. Speaker : Motion moved.

* شری کے۔ ایل۔ نرسیمہا راؤ۔ اسپیکر سر۔ میں اس رزولوشن کو کیوں پیش کیا ہوں اس کی کیا ضرورت تھی اس پر میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ آئیل انجنس جو رعایا کو

تقاویٰ پر دئے جاتے ہیں اس سلسلہ میں ایسا ہو رہا ہے کہ دو ہزار روپیہ تو منظور ہوتے ہیں لیکن وہ پورے کے پورے رعایا کو نہیں ملتے۔ کیونکہ چھ ہزار روپیہ کی ملکیت ہو تو دو ہزار روپیہ تقاویٰ منظور ہوتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ غریب کسانوں کو یہ تقاویٰ نہیں ملتی۔ میرے ریزولوشن کے پیش کرنے کا یہ منشاء نہیں کہ اگر یکلچرل مشینری کام میں نہیں آتی لیکن پمپ سٹس وغیرہ دئے جانے کے متعلق جو عمل ہو رہا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہر ایک کسان کو جس کو تقاویٰ منظور ہوتی ہے دو ہزار روپیہ دئے جانیکا پروویژن ہے لیکن اس کے متعلق جو شرائط عائد کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ یہ پمپ سٹس انہی کمپنیوں سے خریدے جائیں جن کے ساتھ حکومت کا معاملہ ہو چکا ہے۔ تب ہی اونکو رقم دی جائیگی۔ ہمیں اس سلسلہ میں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ حکومت نے کس قسم کے کمپنیوں کا انتخاب کیا ہے۔ حکومت نے پمپ سٹس بزنس کرنے والے صرف چار کمپنیوں سے اپنا ناطہ جوڑا ہے شائد سیلائی ڈپارٹمنٹ کے ہائر اتھارٹیز نے اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے ایسا کیا ہو۔ ان ہی چار کمپنیوں سے خریدنے پر رعایا کو تقاویٰ دی جاتی ہے۔ یہ چار کمپنیاں یہ ہیں۔

۱۔ کرلو سکر۔ ۲۔ کوپر۔ ۳۔ سنٹرل اور امانی انجنس اس وقت پمپ سٹس کی قیمت بازار میں (۱۰۸۰) روپیہ ہے۔ لیکن حکومت نے کسانوں کو مجبور کیا کہ وہ کرلو سکر کمپنی سے تقاویٰ پر (۱۳۸۰) روپیہ پر پمپ سٹ خریدیں۔ اس طرح ہر کسان کو (۴) سو روپیہ کا نقصان ہوتا ہے۔ اس کی وجہ حکومت یہ بتاتی ہے کہ یہ کمپنیاں انسٹالمنٹ بیس (Instalment basis) پر حکومت کو پمپس سیلائی کرتی ہیں۔ ہمیں اس سلسلہ میں یہ بھی دیکھنا پڑیگا کہ آیا یہاں کی کمپنیوں کو بھی اس کا موقع دیا گیا یا نہیں۔ جو کمپنیاں فارین پمپ سٹس کی تجارت کرتی ہیں اون کے متعلق حکومت نے کمپنیوں پر یہ شرط عائد کی ہے کہ آئندہ پانچ سالوں میں ان کو اقساط پر پوری رقم دی جائیگی پہلے قیمت کا کوئی حصہ نہیں دیا جائیگا جو بیرونی پمپ سٹس فراہم کرتے ہیں۔ ان مقامی کمپنیوں سے کہا گیا ہے کہ ان شرائط کے تحت جو گورنمنٹ کو سیلائی کرنا چاہتے ہیں کریں۔ مقامی نیشنل انڈسٹریز کی خاطر سمجھئے یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے نیشنل انڈسٹریز کے لئے صرف شرط یہ رکھی گئی ہے کہ پہلے ان کو اس قیمت کا پچاس فی صد خریدنے کے وقت حکومت کی طرف سے دیا جائیگا باقی رقم اور دو سال میں اقساط پر دی جائیگی۔ بیرونی پمپ سٹس سیلائی کرنے والے مقامی کمپنیوں پر کڑی شرائط عائد کرنے سے اس شرط کی وجہ سے حیدرآباد کی پوری کمپنیوں نے اس کو قبول نہیں کیا اور مقامی معاملات کا تو جو کچھ حال ہے ہم دیکھ رہے ہیں۔ سال پیوستہ میں آٹھ سو پمپ سٹس تقاویٰ پر دئے گئے تھے۔ سال گزشتہ صرف سات سو پمپ سٹس دئے گئے تھے۔ لیکن سال حال دو ہزار پمپ سٹس تقاویٰ پر دینے کا حکومت نے طے کیا ہے۔ گویا یہ معاملہ ۴۰ لاکھ کا ہے۔ دو ہزار پمپس کے لئے ۴۰ لاکھ روپیہ منظور کئے گئے ہیں۔ بازار کی قیمت دیکھیں تو معلوم ہوا

کہ ایک پمپ (۱۰۸۰) روپیہ میں ملتا ہے۔ لیکن ان کمپنیوں سے لین تو (۱۴۸۰) روپیہ میں ملیگا۔ گویا حکومت کے اعلیٰ عہدہ دار ان چار کمپنیوں سے ناطہ جوڑ کر رعایا کو دھوکا دے رہے ہیں۔ مشتری کی شکل میں تو حکومت رعایا کو (۲۷۶۰۰۰۰) لاکھ روپیہ دیگی لیکن اون سے کا غذات (۴۰) لاکھ معہ سود کے پانچ سال میں ادا کرنے کے لئے لکھوائے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ نے کرلوسکر سے ایک ہزار پمپ سٹس اور دوسری کمپنیوں سے ایک ہزار پمپ سٹس خریدنے کا معاہدہ کیا ہے۔ کرلوسکر کمپنی سے ایک ہزار پمپ سٹس خریدے جائیں گے۔ یعنی اس کمپنی سے خریدنے والے پمپ سٹس کی کل قیمت ۴۰ لاکھ روپیہ ہوتی ہے۔ چونکہ اسی کمپنی سے خریدنے پر کسانوں کو مجبور کیا جا رہا ہے اس لئے اگر ہم بازاری قیمت سے اس کا مقابلہ کریں تو معلوم ہوگا کہ (۳۷) فی صد نقصان رعایا کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اگر (۲۰) لاکھ کا تناسب نکالیں تو معلوم ہوگا کہ (۷) لاکھ (۴۰) ہزار کا زائد منافع کرلوسکر کو اس سال ہوگا۔ اور یہ زائد منافع رعایا کو مجبور کر کے اس کمپنی کو دلایا جا رہا ہے۔ اس کے بعد (۵۰) فی صد کرلوسکر حکومت کو دینے والی ہے۔ اور (۳۷) فیصد کے حساب سے (۱۲) لاکھ ۶۰ ہزار میں سے ۱۰ لاکھ نکالے جائیں تو دو لاکھ ۶۰ ہزار روپیہ ہو رہا ہے چونکہ کرلوسکر کمپنی دو لاکھ ۶۰ ہزار روپیے کیلئے دو سال رکھ رہا ہے۔ اس لئے کسانوں سے ۷ لاکھ ۴۰ ہزار کا نقصان اٹھا نا پڑ رہا ہے جو ناجائز منافع ہے جو حکومت کرلوسکر کو دلوائیگی۔ گویا (۷۴۰۰۰۰) لاکھ روپیہ کرلوسکر کو اس میں سے ملیں گے۔ اس میں حکومت کا کتنا حصہ ہے معلوم نہیں دوسری کمپنیوں سے بھی جو پمپ سٹس خریدے جائیں گے (۲۰) لاکھ کے معاملہ میں سے بہ حساب (۲۵) فیصد (۵) لاکھ روپیہ ان کمپنیوں کو اضافہ دیا جائیگا۔ کیونکہ وہ تو گھائے میں نہیں بچینگے کافی منافع لیکر بیچیں گے۔ اگر پورا کیلکولیٹ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حکومت (۱۲۴۰۰۰۰) روپیہ زیادہ منافع ان کمپنیوں کو حکومت دلوائیگی۔ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ آیا یہ کمپنیاں پرانی ہیں یا نئی۔ ہمارے پاس کرلوسکر کمپنی کے ایجنٹس ہرانے بھی ہیں اور اس اسکیم کے لئے نئے بھی آئے ہیں۔ بیری اینڈ کمپنی کرلوسکر پمپس ڈسٹری بیوٹ کرنے کے لئے یا بیچنے کے لئے ایجنسی لیتی تھی۔ وہ گورنمنٹ کے ایجنٹ کے طور پر حیدرآباد اسٹیٹ میں کام کرتی تھی۔ لیکن اب اس کام کو کرنے کے لئے اعلیٰ عہدہ داران سپلائی ڈپارٹمنٹ کے ایک دوست گنٹی صاحب نے ایجنسی کھولی ہے اون سے معاہدہ کیا گیا۔ سالہا سال سے جو کمپنی کام کر رہی تھی اور کرلوسکر کا سامان بیچ رہی تھی اوس سے معاہدہ نہیں کیا گیا۔ جن کا اس اسکیم کو عمل میں لانے سے پہلے پمپس سے کوئی واسطہ نہیں تھا اون کو پمپس کے ڈسٹری بیوٹن کا موقع دیا گیا۔ اور اس کے نتیجہ میں چونکہ گنٹی صاحب اور دوسرے کمپنیاں (۷۶۰۰۰۰) روپیہ کے لئے دو سال انتظار کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے ان کو (۱۲۴۰۰۰۰) روپیے کا ناجائز فائدہ پہنچایا جا کر رعایا کا نقصان کیا جا رہا ہے۔ ہم کو یہ بھی دیکھنا ہے کہ ”غلہ زیادہ آگؤ“ کی سہم کے تحت پمپس جو تقاوی پر دئے جا رہے ہیں اون سے فائدہ بھی ہو رہا ہے یا نہیں۔ لیکن صاحب

ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی قابل کاشت ایریا انکریز (Increase) نہیں ہوا۔ صرف اتنا ہی ہوا کہ جہاں باؤلیوں کے تحت کاشت کی جاتی تھی وہاں اب تیسری فصل بھی تیار کی جا رہی ہے۔ لیکن تنگناہ کو نظر میں رکھ کر اگر ہم سوچیں تو معلوم ہوگا کہ چالیس لاکھ روپیہ جو پمپس کے لئے دئے جاتے ہیں اور (۱۲۴۰۰۰۰) روپیہ کمپنیوں کو دینے کے نام پر سیلائی ڈپارٹمنٹ کے ہائر اتھارٹیز کا جا رہا ہے اگر یہ رقم تنگناہ میں خرچ کی جاتی تو کثیوایبل ایریا (Cultivable Area) زیادہ ہوتا۔ جہاں تک میری معلومات ہیں اونکی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ تعلقہ یلندو میں چار پانچ کٹھے ایسے ہیں جن کو دو ہزار روپیہ سے کم میں مرمت کر کے اچھا کیا جاسکتا تھا۔ اور ان کے تحت ۱۲ سے ۴۰ ایکڑ اراضی تک جو چار پانچ سال سے پڑاؤ پر ہے زیر کاشت لائی جاسکتی تھی۔ جو روپیہ اس طرح خرچ کیا جا رہا ہے اس سے کئی تالابوں اور کٹھ جات کی مرمت کی جاسکتی اور نئے تعمیر کئے جاسکتے تھے۔ یہ بھی ہمیں دیکھنا ہے کہ جو پمپس ہمیں دئے گئے ہیں وہ برابر کام کر رہے ہیں یا نہیں۔ کرلو سکر کے پمپس ایسے ناقص ہیں کہ وہ معقول طور پر کام نہیں کرتے۔ ان کو تھوڑے ہی دنوں میں ریپر کے لئے بھیجنا پڑتا ہے یا ان کے پرزے بدلنا پڑتا ہے۔ اور ان پرزوں پر حکومت کی جانب سے سیلس ٹیکس بھی عائد کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے آئین کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ پولیس ایکشن کے پہلے آئین کی قیمت (۱) آنے فی گیلن تھی۔ آج کل ایک روپیہ دس آنے فی گیلن ہو گئی ہے داسوں کے بڑھ جانے کی وجہ سے پروڈکشن کیبیسٹی بڑھانے کی کسان کو جو کوشش کر رہے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ ییلوں کے ذریعہ موٹ کشی کرنے سے زیادہ خرچہ پمپس کے ذریعہ کرنے میں ہو رہا ہے۔ چنانچہ بہت سے پمپس بند پڑے ہوئے ہیں اور وہ کام نہیں کر رہے ہیں۔ اس لئے اس قرارداد کے ذریعہ میں یہ مطالبہ کر رہا ہوں کہ تالاب کٹھ جات وغیرہ جلد از جلد زیادہ تعداد میں تعمیر و مرمت کرائے جائیں۔

[Mr. Deputy Speaker in the Chair].

اب فارن پمپ سٹس لینے والوں پر ایک شرط لگائی گئی ہے۔ پہلے کچھ نہیں کہا گیا تھا اور پانچ سال کیلئے اقساط پر یہ رقم دی گئی۔ لیکن اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ آیا کرلو سکر اپنی دیسی انڈسٹری ہے۔ اس پر تو فارن کیا پٹیل بہت کچھ لگا ہوا ہے۔ کرلو سکر ایک نام لیوا دیسی انڈسٹری ہے وہ باہر کے کیا پٹلسٹ ہیں اور وہ جو پمپ سٹس سیلائی کرتے ہیں اسمیں زیادہ تر باہر ہی کے پرزے ہوتے ہیں۔ تب ان ہی سے حکومت نے معاہدہ کیوں کیا ہمیں یہ سوچنا ہے۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کمپنی اور حکومت کے اعلیٰ عہدہ داروں کے درمیان کٹھ جوڑ ہیں۔ کل ہی آنریبل منسٹر آبکاری فرما رہے تھے کہ اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے تھے اسلئے یہ نانا جوڑا ہے۔ ان تمام باتوں سے یہ صاف ظاہر ہے کہ اس سے کثیوٹنگ ایریا میں کوئی اضافہ ہونے والا نہیں ہے۔ بلکہ کٹھے۔ تالاب وغیرہ کی مرمت کی جائے تو اس سے ایریا میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اسلئے میں

یہ امید کرتا ہوں کہ اس اسکیم کو مسترد کیا جائیگا اور اسکی بجائے مائنر پراجیکٹس تعمیر کئے جائینگے۔

شری اپاراؤ (نارائن کھیڑ) - مسٹر اسپیکر سر - آج ایک معزز ممبر نے ایوان کے سامنے جو رزولوشن پیش کیا ہے وہ انکی ناواقفیت اور ساتھ ہی رسد کے اعلیٰ عہدہ داروں پر چھینٹے اڑانے کیلئے پیش کیا گیا ہے۔ انکے طرز کلام سے یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ صرف چھینٹے اڑانے کیلئے ہی پیش کیا گیا ہے۔ میں اسکے متعلق چند تفصیلات ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہیں۔ ایک چیز یہ بیان کی گئی ہے کہ انجن کی تقاوی کو بند کر کے مائنر پراجیکٹس پر اس رقم کو صرف کیا جائے۔ لیکن معزز ممبر یہ بھول بیٹھے ہیں کہ انجن کی رقم بطور قرض دیجاتی ہے جو بعد میں کاشتکاروں سے وصول کیا جاتا ہے۔ لیکن تالابوں کی مرمت وغیرہ ایسی چیز ہے جس پر گورنمنٹ پیسہ صرف کرتی لیکن اسکا بدل فوری نہیں ملتا۔ غالباً معزز ممبر نہیں جانتے میں انہیں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ پراجیکٹس پر لا کھوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ سال گزشتہ محبوب نگر میں زیادہ بارش ہونے کی وجہ سے تیرہ سو کے قریب تالاب ٹوٹ گئے تھے جسکی تعمیر کے لئے سنٹرل گورنمنٹ نے ۳۸ لاکھ روپیہ دئے ہیں اور یہ روپیہ خرچ کر کے چھ سو سے زیادہ کنٹے درست کئے گئے ہیں۔ پانچ مالہ اسکیم کے تحت ہر چھوٹے بڑے تالاب کی مرمت کی جائیگی اور یہ کام تین سال میں مکمل ہو جائیگا۔ یہ سنکر آئریبل ممبر کو تعجب ہوگا کہ اس بارے میں ۶۰ لاکھ روپیہ سنٹرل گورنمنٹ نے دیا ہے۔ انہوں نے جو چھینٹے اڑانے کی کوشش کی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ انکی بکواس ہے۔

شری می ایچ۔ وینکٹ رام راؤ - بکواس کیسا لفظ ہے؟ یہ ان پارلیمنٹری (Un-parliamentary) لفظ ہے اسکو واپس لیا جائے۔

شری اپاراؤ - میں اسکے جواب میں کہہ رہا ہوں۔ الومیدھا کرنا۔

شری سی ایچ۔ وینکٹ رام راؤ - ایک سے زیادہ مرتبہ آپکے منسٹرس نے کہا ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - ایسے الفاظ نہ کہئے جائیں۔

شری اپاراؤ - معافی چاہتا ہوں۔ میں واپس لیتا ہوں (Cheers from the)

(Opposition Benches) خیر آپکو معلوم نہیں ہے کرلوسکر کے جیسے انجن بازار میں نہیں ہیں۔ اگر آپ بازار میں پھرتے تو آپکو معلوم ہوتا۔ صرف انجن کی قیمت ۱۰۸۰ روپیہ ہے۔ لیکن ابکے ساتھ جو پمپ اور بڈ (Bed) ہوتا ہے اسکی قیمت علیحدہ ہوتی ہے۔ چھ مہینے پہلے میرے دوست نے ۱۳۳۰ روپیہ میں کرلوسکر کے پاس سے انجن خریدا ہے۔ آج بمبئی میں اس سے بھی زیادہ ہے۔ وہاں مکمل انجن دو ہزار میں ملتا ہے۔

*Supply of Oil Engines on
Taccavi Loans.*

آنریبل ممبر نے کہا ہے کہ یہ نام لیوا انڈسٹری ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ دیش کی انڈسٹری کو فروغ دینے کا یہی رجحان ہے۔ آج ہندوستان میں تھوڑے بہت کارخانے ہیں جہاں انجنس تیار ہوتے ہیں۔ کرلوسکر ہے۔ کوہر ہے۔ پیری کمپنی ہے۔ حکومت نے ہر انجن بنانے والے کو دعوت دی تھی اور کہا تھا کہ آپ کتنے انجن فراہم کر سکتے ہیں۔ اسی ایک کمپنی سے یہ مطالبہ نہیں کیا گیا تھا۔ یہ کہا گیا تھا کہ جتنے انجن دے سکتے ہیں فراہم کئے جائیں۔ کرلوسکر کمپنی آجکل کی نہیں ہے۔ وہ تیس چالیس سال سے بڑھتے بڑھتے اس نوبت پر آئی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ نورس اور دوسرے پارٹس باہر کے استعمال کرتے ہوں لیکن اسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ یہ نام لیوا انڈسٹری ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ کرلوسکر ہی کو کیوں پسند کیا گیا۔ وہ اعلیٰ عہدہ داروں کے کیا ہوتے ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پیری کمپنی کرلوسکر کی ایجنٹ تھی انہوں نے گنتی کمپنی کے نام سے ایک علیحدہ کمپنی قائم کر لی ہے۔ بعض ایسے انجن ہیں جو زیادہ کارآمد نہیں ہیں۔ لیکن اگر اس کمپنی کے ورک شاپ کو جا کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہاں اعلیٰ سے اعلیٰ انجینیرس موجود ہیں۔ جو آپکے انجن کی درستگی کے لئے مشورہ دینگے۔

یہ کہا گیا ہے کہ ایک ہزار اسی پر چار سو اسی روپیہ کیوں اضافہ دئے گئے ہیں۔ یہ آنریبل ممبر کے حساب سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے۔ اگر اس سہولت کیلئے جو وہ دے رہے ہیں ایک سو روپیہ (کیونکہ ایک سو روپیہ ہی کا فرق آتا ہے) سود یا منافع کے طور پر لے رہے ہیں تو یہ قابل اعتراض نہیں ہے۔ یہ کچھ ایسا زیادہ نہیں ہے جس پر اعتراض کیا جائے۔ بار بار اس چیز کو بتلانے کی کوشش کی گئی کہ اس میں حکومت کے اعلیٰ عہدہ داروں کا تعلق ہے۔ انکی دلچسپی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جس مقصد سے یہ رزولوشن پیش کیا گیا ہے اسکے پس پردہ کوئی اور چیز بھی ہے۔ کرلوسکر اور دوسرے نیشنل انڈسٹریز سے چنا ریڈی صاحب کا تعلق نہیں۔ یہ جاننے کے باوجود بھی کہ ان انجنوں سے آج گاؤں میں ہزاروں ایکڑ زمین کو قابل کاشت بنایا جا رہا ہے اور اس سے کافی فائدہ پہنچ رہا ہے آنکھوں پر بٹی باندھ کر یہ رزولوشن محض چھینٹے اڑانے کیلئے پیش کی گئی ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر میں امید کرتا ہوں کہ آنریبل ممبر اس رزولوشن کو واپس لینگے۔

شری کٹارام ریڈی۔ مسٹر اسپیکر سر۔ آج کا رزولوشن آئیل انجنس پر جو تقاوی دی جا رہی ہے اوس سے متعلق اگر اسکو مائنٹر پراجیکٹس پر خرچ کیا جائے تو کیا فائدہ ہوگا۔ یہ مسئلہ ایوان کے سامنے زیر بحث ہے۔ اس میں بعض تو ٹیکنیکل چیزیں ہیں اور بعض تجربات کی چیزیں ہیں۔ ابھی ایک آنریبل ممبر نے فرمایا کہ تقاوی کوئی بھیک کے طور پر نہیں دیجاتی بلکہ سود سے قرضہ دیا جاتا ہے۔ اس پر سود لینے کے باوجود یہ زبردستی کیجاتی ہے۔ مجبور کیا جاتا ہے کہ ہمارے ایجنٹ سے ہی کام کرائیں چاہے وہ اچھا ہو یا برا۔ اگر حکومت کی یہ

پالیسی ہے کہ یہاں کی انڈسٹریز کو ڈولپ کریں تو کیا آپ دعویٰ کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کرلو سکر کے انجن انڈیا میں بن رہے ہیں یا اسمبل ہو رہے ہیں۔ ہمیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ تمام پرزے باہر سے لا کر یہاں انجن فٹ کیا جا رہا ہے۔

قیمتوں کے متعلق میں یہ سنتا ہوں کہ اس میں بازار کی قیمتوں کے مقابلہ میں بہت فرق ہے۔ گورنمنٹ نے اتنی زیادہ تعداد میں انجن فراہم کرنے کیلئے کہا ہے کہ اسکے لئے کامپیشن ہے اور ہمارے یہ پالیسی ہونا چاہئے کہ جو شخص کم سے کم قیمت پر اس وقت دیتا ہے اسی سے معاملہ کیا جائے۔ جب آپ قرض دیکر اس بات پر مجبور کر رہے ہیں کہ فارن کمپنی والے ہی سے خریدنا چاہئے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے آپکا کوئی خاص تعلق ہے۔ کوئی خاص بات ہے۔ جب کسان سرکار سے روپیہ لے رہا ہے اور اسکا نصف دو سال میں واپس دیتا ہے تو یہ دیکر اس پر کیوں لازم گردانا جاتا ہے کہ اسی کمپنی سے لیا جائے۔ آج سامپ کیوجہ سے جو فائدہ مل سکتا ہے تو وہ پرچیز رہی کو ملنا چاہئے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ ۱۴۰۰ کا انجن ایک ہزار اسی میں مل جائے۔ یہ فائدہ ایجنسی کو نہ ملنا چاہئے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ اس زمانے میں کمیشن زیادہ ہو اور بعد کے زمانے میں نقصان ہو جائے۔ اس رعایت کا پرچیز رہی کو حق رہنا چاہئے جو قرضہ لے رہا ہے۔ آپ پیسہ دیتے ہیں تو اس قرض میں آپ اسکی زمین مکفول کر لیتے ہیں۔ پھر اسکو آپشن کیوں نہیں دیتے کہ وہ جہاں سے چاہے خریدے۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ ملکی انڈسٹریز کو انکریج کر رہے ہیں۔ اگر یہ انجن پورے ہندوستان میں تیار ہوتے تو اور بات تھی۔ لیکن یہ ”ہندستان کار“ کے جیسا ہے جسکے سب پرزے باہر بنتے ہیں۔

دوسری چیز یہ کہ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ تقاوی کی وجہ سے رعایا کو کتنا فائدہ ہوا۔ انجن سے وہی شخص کاشت کر سکتا ہے جسکے پاس کم سے کم ۶ پکر تری زمین ہو۔ یا جسکی باؤلی کی گہرائی اتنی زیادہ ہو کہ وہ پانی اسقدر مقدار میں سربراہ کر سکے۔ اور اگر باؤلی اتنی بڑی نہ ہو تو ہم دیکھے ہیں کہ اسکی وجہ سے ۶۰-۷۰ فیصد کاشتکاروں کا دیوالیہ ہو گیا ہے۔ پہلے انکی باؤلیوں میں موٹ کشی ہوتی تھی تو اس سے پانی آتا بھی رہتا تھا جتنا کہ خارج ہوتا تھا۔ لیکن انجن سے دو گھنٹے میں باؤلی کا پورا پانی خالی ہو جاتا ہے۔ اسلئے اسکا لحاظ کرنا ضروری ہے کہ آئیل انجن لینے والے کا پوزیشن کیا ہے۔ اور پھر اس سلسلے میں انٹنسویو کٹی ویشن کو بھی ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔ بیل تو چارہ کھاتے ہیں لیکن انجن آدھی پیداوار کھا جاتا ہے۔ آئیل وغیرہ خریدنا پڑتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا رعایا میں اتنی سکت ہے.....

شری انبیا داس راؤ - اسپیکر سر - آنریبل ممبر جیب میں ہاتھ رکھ کر اسپیکر دے رہے ہیں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - وہ کچھ نہیں - آنریبل ممبر اپنی تقریر جاری رکھیں۔

شری کٹارام ریڈی - میں نے انجن پر خرچ کا حساب نکالا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ آدمی پیداوار کھاتا ہے۔ اور پھر آپ تو جانتے ہی ہیں کہ کانستکار کے پاس سال میں ایک دفعہ پیسہ آتا ہے لیکن انجن کیلئے تیل خریدنا پڑتا ہے۔ اور بغیر پیسے کے دوکان والا تیل نہیں دیتا۔ میں کہوں گا کہ تلنگانہ میں ہر تعلقہ کیلئے گل براری کیلئے ایک لاکھ تقاوی کیلئے ایک لاکھ اور آئیل انجن کیلئے ایک لاکھ روپیے منظور کئے گئے ہیں۔ مجھے گل براری کی نسبت یہ کہنا ہوگا کہ گورنمنٹ انڈ کمیشن ہے۔ گورنمنٹ کسی قانون کو نافذ کرتی ہے یا کوئی اصول نکالتی ہے تو اس پر عمل اسوقت ہوتا ہے جب اسکا موقع نہیں رہتا۔ میں کہوں گا کہ ان کی بجائے چھوٹے چھوٹے اوریگیشن پراجکٹس کیوں نہ لئے جائیں۔ خصوصاً تلنگانہ میں ایسے کئی چھوٹے چھوٹے تالاب ہیں جن کے نالے درست کئے جائیں تو ان سے کافی رقبہ زیر کاشت آسکتا ہے۔ لیکن کوئی اس پر غور نہیں کرتا اگر ہم آئیل انجن کی نسبت یہ دیکھیں کہ جس مقام پر پہلے آئیل انجن نصب نہیں تھا اس وقت کیا کاشت ہوتی تھی اور کتنی پیداوار ہوتی تھی اور آئیل انجن نصب کرنے کے بعد اس سے کس قدر پیداوار ہو رہی ہے تو اس سے آئیل انجن سے کتنا فائدہ ہو رہا ہے بخوبی معلوم ہو جائیگا۔ جب آپ اس کے لئے تقاوی دے رہے ہیں تو حکومت کو اس پر غور کرنا چاہئے۔ آپ انجن کیلئے ۲۵۰۰ روپیے دے رہے ہیں تو کوئی مفت نہیں دے رہے ہیں۔ اس پر کئی پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں۔ یہ کیوں۔ میں کہوں گا کہ آپ اس حد تک نگرانی کر سکتے ہیں کہ آیا وہ یہ رقم لیکر کسی دوسرے کام میں تو نہیں صرف کر رہا ہے۔ آپ فیر پرچیز کا موقع دیجئے۔ اور پھر اس ”پیئر“ انجن کی بھی کیا گیارنٹی ہے۔ مہینہ دو مہینے چاو مہینے میں ربر کروانا ہی پڑتا ہے۔ اور ربر کرنے کیلئے جو آتا ہے اسکا خرچ کھانا بس کا کرایہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ پبلک کیلئے یہ سب پیچیدگیاں کیوں رکھتے ہیں۔ اسلئے اب تک جن لوگوں کو تقاوی منظور کی گئی ہے ان پر کوئی پابندی عائد نہیں کرنا چاہئے۔ اور آئندہ یہ رقم مائینر پراجکٹس پر خرچ کرنا چاہئے۔ اگر چاہیں تو میں ایسے تالابوں کے نام کوٹ کر سکتا ہوں جنکے نالے اگر صاف کردئے جائیں تو ان سے کافی رقبہ زیر کاشت آسکتا ہے۔ چنانچہ تلنگانہ میں پانگل کا تالاب ہے جسکے تحت ۸ ہزار ایک رقبہ زیر کاشت آسکتا ہے۔ مادھارم کے تحت ۴ ہزار ایکڑ اور شالی گورام کے تحت بھی کافی رقبہ کاشت ہو سکتا ہے۔ انکے صرف نالے صاف کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم اس کام کیلئے کہتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ فینانس میں اسکی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن یہ کیا ٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا ہے۔ کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ حکومت کسی کمپنی کے ساتھ اپنا رشتہ جا رہی ہے۔ آپ دوسری کمپنیوں کو بھی کانپٹیشن میں آنے کا موقع دیجئے۔ اگر وہ کم دام میں اچھا مال دیتے ہیں تو ان سے لینے کا موقع دیجئے۔ اور پھر یہ کیا ”کرلو سکر پیئر“ بھی ہندوستان میں بنے ہیں۔ نہیں۔ آپ اس طرح پابندی عائد کرنے سے اب دوسرے کمپنیاں چوری سے ہلاک مارکٹ کے طور پر یا دوسرے کے ساتھ شریک ہو کر اپنا مال نکال رہے ہیں۔ آپ جو تقاوی دیتے ہیں وہ فری بھی تو نہیں۔ قرض دے رہے ہیں سود بھی آپ

اس پر لیتے ہیں۔ آپ جائیداد مکفول کر کے اسکو دیتے ہیں۔ پھر فری پرجیزینگ کا حق ابھو کیوں نہیں دیتے۔ اور پھر اگر آپ اسکی بجائے مائینر اریگیشن ورکس انجام دیں تو اس سے چند کی بجائے سیکڑوں لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ ۲-۳ پیکر پر کاشت کرنے والے بھی اس سے مستفید ہو سکیں گے۔ انہیں بھی تو سہولت ملنی چاہئے۔ وہ نہ تو آئیل انجن خریدنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور نہ خریدیں تو انکے لئے وہ فائدہ مند ہوتا ہے۔ اسلئے اگر مائینر اریگیشن ورکس انجام دئے جائیں تو اس سے انکو فائدہ ہوگا۔ سب استفادہ کریں گے۔ زیادہ کتبے اس سے پرورش پائیں گے۔ اسکے لئے سنٹر بھی آپ کو کافی مدد دیرھا ہے یہاں سے بھی آپ لاکھوں روپیہ لے رہے ہیں۔ حکومت کے پاس تین مرتبہ ربریزنٹیشن کیا جا چکا ہے کہ ہمارے مطالبات پر غور کیا جائے۔ لیکن کچھ نہیں ہوا۔ اگر یہی رقم جو نلکنڈہ میں دی گئی ہے تالابوں کی درستی کیلئے صرف ہوتی تو اس سے تین تالاب اچھے ہو جاتے اور ۱۰ ہزار ایکڑ زمین پر کاشت ہو سکتی۔ آئیل انجن میں یہ بھی ہے کہ ہارٹس خراب ہو جائیں تو انکو ٹھیک کروانے حیدر آباد لانا پڑتا ہے۔ اس لحاظ سے میں ایوان سے درخواست کروں گا کہ آئندہ حکومت یہ رقم مائینر پراجیکٹس پر خرچ کرے۔ اور اب تک جن لوگوں کو ترقی دی گئی ہے انکو فری پرجیزینگ کا حق دیا جانا چاہئے۔ یہ کہنا کہ ملکی چیز ہے یہ سمجھ میں نہیں آنے والی بات ہے۔ اگر کہیں ۱۰ روپیے میں پرانی موٹر ملتی ہے تو وہ لیتا ہے۔ ہمکو تو اسٹیلٹی دیکھنا ہے۔

آخر میں میں اس ریزولوشن کی تائید کرتا ہوں۔

* **श्री. श्रीनिवासराव वेंखेलीकर (हुमनाबाद-जनरल) :-** अध्यक्ष महोदय, जो रेजोल्यूशन आया है उसमें खास तौर से दो चीजें हैं। एक चीज यह है कि आबिल विजिन की तकावी देकर श्री मोरार फूड कैम्पेन में कोबी तरक्की नहीं हो रही है जिसलिये उसको बंद कर दिया जाय और जिस में जो पैसा खर्च किया जा रहा है वह मायनर अरीगेशन के ऊपर खर्च किया जाय तो ज्यादा अच्छा होगा। यह जिस रेजोल्यूशन की मंशा है। लेकिन जिस रेजोल्यूशन के मूव्हर ने और दूसरे साहबान ने जो तकारी की है उस तो में नहीं समझ सका कि वे जिस रेजोल्यूशन की किस तरीके से ताबीद कर रहे हैं। जो तकारी उस तरफ से की गयी है उससे खास तौर पर यही मालूम होता है कि सिर्फ किलोस्कर कंपनी से आबिल विजिन्स लेने की वजह से कोबी फायदा नहीं हो रहा है या ज्यादा खर्च हो रहा है या कुछ ओहदेदारों की घटजोड है और किसी चीज को बार बार दोहराकर वाजे करने की कोशिश की गयी। मैं जिसका मतलब नहीं समझ सका कि किसी खास कंपनी से लेने की वजह से या किन्हीं ओहदेदारों की घटजोड से यह जो आबिल विजिन्स तकावी पर देने की स्कीम है उसको बंद किया जाय क्योंकि किसी वजह से श्री मोरार फूड कैम्पेन नहीं बढ़ रहा है यह सब जिस रेजोल्यूशन में कैसे आ सकता है? किसी चीज को अगर आप किसी दूसरे तरीके से, कि फलों कंपनी से वेंखेलिन्स न लिखे जाय, फलों कंपनी से ट्रांजाक्ट (Transact) किया जाय तो उसमें शायद आपके क्लेम की तर्बूयानी वह रेजोल्यूशन कर सकता था लेकिन वैसा न करके यह जो रेजोल्यूशन

लाया गया है उससे मालूम होता है कि यह जो आजील जिजिन तकावी पर देने की सिस्टम है उसको बंद किया जाय चूँकि उससे प्रो मोजर फूड में कोजी मदत नहीं मिलती और इसिलिये ब्रीचड टैंक्स के प्रोग्राम को ज्यादा तरजीह दी जाय तो यह समझ में आने की बात नहीं है। मैं कहूँगा कि यह सिर्फ मालूमात की कमी है। अगर फ़ैक्ट्स और फ़ीगर्स को आप देखते और इससे कितनी ज्यादा पैदावार होती है उस जानिव अगर गौर करते और इस आबिल जिजिन की वजह से कितना ज्यादा रकबा जेरे काश्त आता है उस पर गौर करते तो शायद इस तरह के रेजोल्यूशन को लाने की ज़रूरत नहीं कीजाती। लेकिन मैं समझता हूँ कि रेजोल्यूशन लाने का मतलब यह नहीं है, मतलब तो वही है जैसा कि मुखरिरान ने कहा है। लेकिन अूनकी तकारीर से इस तरह के रेजोल्यूशन की ताबीद नहीं होती है। उसमें एक भी पॉइंट (Point) जैसा नहीं रखा गया है जिसकी वजह से यह मालूम हो सके कि एक तरीका मजदूद किया जाय और दूसरे तरीके को रायज किया जाय तो जिरायत की तरक्की हो सकती है। गवर्नमेंट ने तो जिरायत की तरक्की के लिये पचासों तरीके अपनाये हैं। ब्रीचड टैंक्स प्रोग्राम को गवर्नमेंट ने कम अहमियत नहीं दी है। उसके अग्ये भी हर तरह की मदद दी जा रही है। मुझे मालूम है गुजिश्ता महबूबनगर जिले में इसके लिये गवर्नमेंट की तरफ से हजारों रुपये खर्च किये जा रहे हैं लेकिन इससे यह न समझा जाय कि यही एक जैसा तरीका है जिससे जिरायत की तरक्की होती है। इसके सिवा गवर्नमेंट जिरायत की तरक्की के लिये इम्प्रूव्ड सीड्स (Improved Seeds) देती है, कम्पोस्ट खात बनाने का तरीका रायज कराती है। लेकिन यह कहना कि दो तरीकों में से एक को रायज रखा जाय और दूसरे को मजदूद रखा जाय तो इसका मतलब यह है कि ब्रीचड टैंक्स और मायनर बिरिंगेशन से ही प्रो मोजर फूड कैम्पेन को फायदा होता है और दूसरे तरीके से खास कर आबिल जिजिन्स और पंप सेटस तकावी पर देने से जिरायत में तरक्की नहीं होती है तो कोजी भी आदमी थोडा भी गौर करें तो इसको किसी हालत में सही नहीं समझ सकता कि सिर्फ एक तरीका रायज करने से और वह भी खास कर ब्रीचड टैंक्स प्रोग्राम को तरक्की देने से जिरायत की तरक्की हो सकती है। गवर्नमेंट कब कहती है कि वह अगर ब्रीचड टैंक्स प्रोग्राम को रकम नहीं देगी और उसको नहीं चलायेगी। जिरायत की तरक्की के बहुत से तरीके होते हैं और इसके अक्सपर्ट्स बतायें कि जिन तरीकों से तरक्की हो सकती है तो अून तमाम तरीकों को रायज करना पडेगा। सिर्फ एक ही तरीके को रायज कर के दूसरे तरीके को मजदूद रखा जाय यह नहीं हो सकता। शायद मेरे दोस्तों की निगाह में जिस रियासत का कुछ खास जिलाका है। शायद तेलंगाने की हालात को मद्देनजर रखते हुये उस तरफ के आनरेबल मॅबरोँ ने कुछ बातें कहीं हैं लेकिन मैं उनसे बताता हूँ कि तेलंगाने के हद तक भी अूनकी दलीलें ठीक नहीं हैं। अगर तेलंगाने के फ़ैक्ट्स और फ़ीगर्स का भी वे सही तरीके से मुतालिया करते तो भी वे जिस रेजोल्यूशन को यहां नहीं रखते। यह कोजी मामूली सवाल नहीं है। ब्रीचड टैंक्स और मायनर बिरिंगेशन का सवाल जितना अहम है उतना ही बाबिलियों के रकबे का सवाल अहम है। आज रियासत में जिस तरह की करीब पांच लाख अेकड़ जमीन का सवाल है। आप जब चाहते हैं कि पांच लाख अेकड़ जो बाबिलियों के जेरेकाश्त है उसको नजरअंदाज कर दिया जाय। उसको ज़िमदाद देने से नजरअंराज किया जाय या जिस रकबे की तरफ ध्यान न दिया जाय तो यह मुझे कहना चाहिये कि वह कोजी मामूली सवाल नहीं है। इसकी वजह से आप कहाँ जा रहे हैं और किस तरफ

जिरायतपेशा लोगों को ले जा रहे हैं जिसका पता चल जाता है, मैं समझता हूँ कि तेलंगाने में भी करीब ढाई लाख अेकड का रकबा है जो बावलियों के जरिये से काश्त होता है और मराठवाड़े में और कर्नाटक में भी

شری آر۔ بی۔ دیشکم۔ یہ فیگرس کب کے ہیں ؟

श्री. श्रीनिवासराव अखेलीकर :—ये बिल्कुल हालिया फीगर्स हैं, बिल्कुल ताजा हैं. तेलंगाने में दो लाख से ज्यादा रकबा बावलियों के जेरेकाश्त है और मराठवाड़े और कर्नाटक में साढेतीन लाख अेकड के करोव रकबा बावलियों के जेरेकाश्त है

شری جی۔ ہمنٹ راؤ۔ یہ فیگرس کہاں سے لئے گئے ہیں ؟

श्री. श्रीनिवासराव अखेलीकर :—ये मैंने अपनी मालूमात की विना पर जमा किये हैं, वही सामने रख रहा हूँ। मुझे बड़ा ताज्जुब होता है कि खुद तकारीर करते हैं तो खुद कोभी मालूमात हासिल नहीं न करना, वैसे ही रेजोल्यूशन रख देना और दूसरे जब फीगर्स देते हैं तो उन पर गौर न करना यह कहाँ तक सही है ? अगर आपके पास कोभी फीगर्स हैं तो आप भी उनको रख सकते हैं लेकिन

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—स्पीकर सर, अगर आनरेबल मेंबरसे पूछा जाता है कि अन्होंने कहाँ से फीगर्स लाये हैं तो क्या उनमें कोजी गुनाह है ? बताने में क्या हर्ज है, आप चोरी से तो कहीं से नहीं ला रहे हैं ? (Laughter)

श्री. श्रीनिवासराव अखेलीकर :—सरकारी मोहकर्मों से जो किताबें शायी की जाती हैं उनमें से ये आवादोशुमार हैं. ये किताबें आपको भी मिली होंगी, आपने उनको न पढा होगा तो बात अलग है.

شری جی۔ ہمنٹ راؤ۔ کتابوں کے نام بتادیں تو اچھا ہوگا۔

श्री. श्रीनिवासराव अखेलीकर :—जरूरत हुयी ती किताबों को भी पार्जिट औट कर दूंगा उनको पढ लीजिये.

जिस तरह से करीब पांच लाख अेकड रकबे का सवाल है और जिस तरह का रेजोल्यूशन रखने वाले हमारे अूस तरफ के दोस्त यह चाहते हैं कि जिसकी तरफ कोभी ध्यान न दिया जाय। बिन बार पांच सालों के अंदर जो पांच लाख अेकड का रकबा जेरे काश्त हुआ है अूसकी खास वजह यही है कि काश्तकारों को तकावी पर बहुत से आबिल जिजिन्स गवर्नमेंट की तरफ से दिये गये। सिर्फ सरकार ने ही आबिल जिजिन्स तकावी पर दिये अैसी बात नहीं है लेकिन काश्तकारों को भी महसूस होने लगा कि सरकार को अुन्हें मजबूर करने की जरूरत नहीं है। बहुत से काश्तकारों ने सरकारी वीर पर नहीं लेकिन खुद अपनी रकम देकर आबिल जिजिन्स खरीदे हैं और अपनी जिरायत को पानी बे रहे हैं और अपनी बावलियों में भी बिजाफा कर रहे हैं। यह मत समझिये कि हुकूमत काश्तकारों को बे आबिल जिजिन्स मजबूर कर के दे रही है बल्कि अैसे खानगी अशखास है जिन्होंने यह समझकर कि जिससे जिरायत की पैदावार में खातरबूबा बिजाफा होता है और हमारी हालत बेहतर होती है, गवर्नमेंट से कोभी टाल्लुक न रखते हुअे आबिल जिजिन्स खुद की रकमसे खरीदे हैं।

गये दस पांच सालों में जो हालात पैदा हुए उनमें बैलों की कीमत बढ गयी, चारे की कीमत बढ गयी

شری ایم - بیجا - کیا آئیل انجنس سستے ہو گئے ہیں ؟

श्री. श्रीनिवास अखेलीकर :—बहुत से जानवर मर गये जिससे गिरानी हुई। अध्यक्ष महोदय, मैं जानना चाहता हूँ कि जिस तरह से मिनट मिनट पर मदाखलत करना कहां तक कायदे की तहत है. अगर आपको कुछ कहना है तो स्पीकर साहब से बाजवता कहिये, मैं स्पीकर साहब से सारी बातें कह रहा हूँ लेकिन जिस तरह से अट्टरप्ट करने का कोई सही तरीका नहीं समझा जाता. जिस लिहाज से कि गत दस साल में जानवरों की कीमत बढ गयी, चारे की खिल्लत हो गयी जानवर मर गये बनिस्वत मोट के जरिये से पानी लेने के उनको महसूस होने लगा आबिल अजिन्स से पानी देने से हमारा ज्यादा फायदा होता है. अक वक्त में बैल, चारा और दींगर अत-जामात करने के लिये अकदम से पैसा न रहने की वजह से उन्होंने जिसको लेना ज्यादा मुनासिब समझा. जिन हालात में आपको यहीं देखना पड़ेगा और यह तो बिल्कुल मुसल्लिमा बात है कि मोटकशी से पानी देने से आबिल अजिजिन से पानी देने से ज्यादा रकबा काश्त होता है और उसमें ज्यादा पैदावार भी होती है. जिससे कोई अन्कार नहीं कर सकता. आपको मालूम होगा कि जैसे-जैसे जमाना बदलता गया, अक साल से दूसरे साल में लोग दाखिल होने लगे तो जिरायत पेशा लोगों को यह अहसास होने लगा कि जिन आबिल अजिन्स से जिरायत को पानी देन से हमारा ज्यादा फायदा होता है. जिस वजह से लोग १९४९-५० से १९५१ में आये तो अजिन्स लेने के ज्यादा ख्वाहिशमंद हुए, १९५२ में आये तो और ज्यादा हुए और १९५३ में आये तो उससे भी ज्यादा हुए. और यह आबिल अजिन्स खरीदने की रफतार खानगी खरीददारों की है. जिससे पता चलता है कि काश्तकारों का यह तजुर्बा है—अगर कोई काश्तकार वहां पर हो तो वह बेहतर जानता है—और ये आदादोशुमार बतलाते हैं कि काश्तकार दिन-ब-दिन महसूस करने लगे कि आबिल अजिन्स की वजह से हमारी जिरायत में काफी तरक्की होती है और बाबलियों में खातिरख्वाह अजाफा होता है. इसीलिये वे ज्यादा आबिल अजिन्स लेने पर मायल हुए. काश्तकार यह समझने लगे हैं कि आबिल अजिन्स से हमारा फायदा हो रहा है, हम नुकसान में नहीं हैं. जिसमें शक नहीं कि ब्रीचड टैंक्स और मायनर अरिरीगेशन का जो प्रोग्राम है—मैं नहीं कहता कि जिससे फायदा नहीं हुआ, बहुत फायदा हुआ है—लेकिन अगर आप और डीटेलस में चले जायें तो पता चलेगा कि अक अकड़ रकबे पर अक आबिल अजिजिन से पानी देने पर जितना खर्च होता है उससे ज्यादा टैंक से पानी लाने से होता है और मेजर प्रोजेक्ट का खर्च तो उससे भी ज्यादा होता है. जिस लिहाज से आबिल अजिन्स तकादी पर देने के प्रोग्राम से हमारी रियासत का बहुत बड़ा रकबा काश्त होता है और जिसमें अगर कंपरेटिव्हली (Comparatively) देखें तो जिसमें काश्तकारों को कम खर्च होता है. खासकर यह सवाल मराठवाड़े और कर्नाक में बहुत अहम है क्यों कि वहां पर हर गांव में बाबलियात है और इनके जरिये से बहुत बड़ा रकबा काश्त होता है. बीदर जिले के काश्तकारों ने और खासकर जहिराबाद और कोहीर के बिलाके के काश्तकारों ने महसूस किया कि आबिल अजिन्स से पानी देने से आलू की पैदावार में खातिरख्वाह अजाफा होता है और उन्होंने बहुत से

आजिल बिजिन्स लिये हैं. आज वे जिससे बहुत खुश हैं. जहीराबाद और हुमनाबाद के काश्त-कारों में यह ख्याल पैदा हो रहा है कि आजिल बिजिन से आलू और दीगर फूड ग्रेंस की पैदावार बढ़ती है. मैं यह बताना चाहता हूँ कि अगर अन चार पांच सालों में गवर्नमेंट आजिल बिजिन्स का प्रोग्राम न रखती और अजुके जरिये से रकबा काश्त न कराती तो पचास फीसद प्रोडक्शन कम होता. ड्राय लैंड और वेट लैंड दोनों के बारे में मैं यह बता रहा हूँ. जिस तरह से पैदावार में खातिरखाह अजिफा हुआ है. यह रेजोल्यूशन जिरायतपेशा लोगों की मदद नहीं करता और न यह ग्री मोअर फूड कैम्पेन पर किसी तरह से मुतास्सिर होता है। लेकिन जहां तक मैं समझा जिसका मकसद कुछ और है और रेजोल्यूशन कुछ और है इसी लिये यह आपके ख्यालात की तर्जु-मानी नहीं करता। जिस लिहाज से मैं अर्ज करूंगा कि यह रेजोल्यूशन साफ तौर पर अितना ही कहता है कि ब्रीचड टैंक के प्रोग्राम को रखा जाय और आजिल बिजिन की तकावी के प्रोग्राम को बंद किया जाय। यह चीज किसी तरह से सही नहीं है। जिसलिये मैं जिस रेजोल्यूशनके मूवर से अिस्तदुआ करूंगा कि वे जिस रेजोल्यूशन को वापिस ले लें।

شری می شاہجہان بیگم (پرگی)۔ مجھے اس ریزولوشن کو دیکھ کر افسوس ہو رہا ہے۔ آج دنیا ہزاروں سال سے آگے بڑھ رہی ہے لیکن میں افسوس کے ساتھ کہوں گی ہم پیچھے ہی پیچھے ہٹ جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ ہمیں سے کام لینے میں خرچہ زیادہ ہوتا ہے لیکن بیلوں وغیرہ کی بیا ی اور اون کے چارہ پر بھی تو پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ اور اسکے علاوہ ہم بیلوں پر ہی اپنی زندگی کا دار و مدار نہیں رکھ سکتے۔ آج کل دنیا انجن کل پرزوں پر اپنی زندگی قائم رکھنے کی کوشش کر رہی ہے اور اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ صرف ہمیں سے کام لینے سے ہی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ چھوٹے چھوٹے پراجکٹس سے بھی کام لینا چاہیے۔ یہ صحیح ہے لیکن اس اسکیم کے لئے پمپ اور تقاوی کو بند کر دینا چاہیے یہ بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ چھوٹے چھوٹے پراجکٹس عمل میں لائے جانے چاہئیں کیونکہ آج کل ہمارے پاس غذائی مشکلات ہیں لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہمیں کو چھوڑ کر بیلوں سے کام لیں۔ اگر یہ ہمیں (۱۰۸۰) روپیہ میں ملتا ہے تو اسکے ساتھ دوسری بھی چیزیں ہوتی ہیں۔ گھر میں صرف دو پیسے کی بھاجی لاکر ہی کھایا نہیں جاسکتا اسکے واسطے ہلدی کی ضرورت ہوتی ہے تیل کی ضرورت ہوتی تب کہیں بھاجی پکتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر پرزے خراب ہو جائیں تو اسکے لئے شہر کو آنا پڑتا ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ صرف اس کے لئے ہمیں کوکنڈم (Condemn) کرنا نہیں چاہیے۔ آج ساری دنیا انہی کل پرزوں سے کام لے رہی اور اس کو چھوڑنا نہیں چاہتی۔ اگر ہمیں خراب ہو جاتے ہیں اور ان کو درست کیا جاسکتا ہے لیکن اگر بیل سرجائے تو کیا اسکو زندہ کرنے کے لئے بھگوان کو آسمان سے نیچے لائیں گے۔ آج دنیا انہی کل پرزوں کی مدد سے آگے بڑھ رہی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم پیچھے ہٹنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انسان اور جانور کی قوت سے مشین کی اور برقی کی قوت زیادہ ہوتی ہے اس سے زیادہ کام لیا جاسکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کربلسکر اعینس زیادہ قیمت پر دیتا ہو۔ لیکن

میں بوجھتی ہوں کہ کیا پرائیوٹ خریدنے والوں کو بھی اتنی ہی قیمت پر یہ پمپس دے جاتے ہیں کیا؟ آپ اسکا ثبوت دیسکتے ہیں۔

ایک آنریبل ممبر۔ ہم اس کا پروف (Proof) دے سکتے ہیں۔

شریمتی شاہجہاں بیگم۔ اگر کسی آنریبل ممبر کو اس کا علم ہو تو آپ حکومت کے علم میں اس کو لاسکتے ہیں کہ فلاں شخص کو وہ کم قیمت پر دے رہا ہے اور ہم کو زیادہ قیمت پر اسکی کیا وجہ ہے۔ آپ اس کو ثابت کیجئے۔ آپ اسکو پکڑئیے۔ لیکن نابق آفسروں پر الزام لگایا جاتا ہے کہ کھارہے ہیں۔ کھارہے ہیں۔ کھارہے ہیں۔ اجی کھانے والے کھاتے ہونگے تو وہ کھاتے ہونگے۔ کھانے والا بھی کیوں کھلاتا ہے۔ اگر میرا معاملہ سچا ہے تو میں تو ایک دہڑی بھی نہیں دونگی۔ بلکہ سچائی پر رھکر کام نکال لوں گی۔ لیکن معاملہ اگر ڈھل مل ہے ناجائز طریقہ پر کام نکالنا چاہتے ہیں تو ناجائز طریقہ پر کھلاتا پڑتا ہے اس میں آفیسروں کا کیا قصور ہے۔

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ (بھوکردن۔ عام)۔ اس ریزولیشن کا منشا بھی یہی ہے۔ شریمتی شاہجہاں بیگم۔ میں معافی چاہتی ہوں پہلے تو آپ کو عوام کو سدھارنا چاہئے، شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ۔ وہ عوام کیا آپ کے نہیں ہیں۔

شریمتی شاہجہاں بیگم۔ لیکن میں پہلے آپ کو اور عوام کو سدھارنے کی کوشش کرونگی۔ دوسروں کو گالیاں نہیں دونگی۔ لیکن اسطرح جو بیس گھنٹے گورنمنٹ پر جھوٹے الزام لگانے سے کیا گورنمنٹ چل سکتی ہے۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ آپ گورنمنٹ کو چلانے کی بجائے اسکو ڈھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آج آپ نے یہ کہا کل آپ یہ کہینگے کہ ٹیکسٹائل ملز میں چونکہ مشینری ہوتی ہے اس پر خرچہ ہوتا ہے اس لئے ہاتھ سے کپڑا بنئے اور پھر آپ کہینگے یہ بھی نہیں ہونا تو کیوں نہیں آپ پتے لگا کر زندگی بسر کیجئے جسطرح باوا آدم کرتے تھے۔ آج دنیا ایک ہزار سال آگے بڑھ چکی ہے ہمارے ماموں چچا انگریزوں نے ہم کو آگے بڑھانے کی کوشش کی اون کے یہاں سے بھاگتے ہی پھر ہم واپس جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بیل اور موٹ سے کب تک زندگی گزاری جائیگی۔ میرے بھائی۔ کیا یاہوں سے آپ کو پریشانی اٹھانی نہیں پڑتی۔ کیا اون کو چارہ کھلانا نہیں پڑتا۔ کیا موٹ سے بانی نکالنے کے لئے خرچہ نہیں ہوتا۔ اس میں تو یہ ہے کہ ۔۔۔ بیلوں سے زیادہ ایک پمپ سے کام لے سکتے ہیں۔ یہ ہو سکتا ہو کہ کرپشن ہو رہا ہو لیکن اگر ایسا ہو رہا ہے تو آپ ثبوت پیش کیجئے۔ حکومت کے سامنے رکھئیے۔ اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ نابق آفسروں کو بدنام کرنے کا موقع نکالا جا رہا ہے یا یہ کہ خود آپ کا ہی کوئی ایجنٹ ہوگا جس کو ایجنسی دلوانے کی کوشش میں یہ کہا جا رہا ہوگا۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کرپشن ہو رہا ہے اور (۱۳۰۰) سے کم میں ضروری پروژوں کے ساتھ انجین مل سکتا ہے تو مہربانی کیجئے آپ اسکو حکومت کے سامنے لائیے۔ جو شخص تقاوی

ایک آنریبل ممبر - جب تک الیکشن رہینگے -

شری متی شاہ جہاں بیگم - معاف کیجئے میری تقریر میں انٹریکشن سن کیجئے - اگر آپ چاہیں تو بعد میں دس گالیاں مجھے دیں -

شری جی - ہنمنت راؤ - میرا خیال ہے کہ ہم کو یہاں گالیاں دینے کا حق نہیں ہے -

شری متی شاہ جہاں بیگم - میں تو گالیاں نہیں دے رہی ہوں میں تو یہ کہہ رہی تھی کہ جو ریزولوشن پیش کیا گیا ہے اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں - اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ مائٹر آررگیشن کو ترجیح دیجائے تو اسکو گورنمنٹ خود ترجیح دے رہی ہے - آپ کے مہربان کرنے کی ضرورت نہیں ہے - ضرور آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کرلو سکر والے زیادہ پیسے لیکر ہمیں دیتے ہیں لیکن اگر ایسا ہے تو آپ اسکو گورنمنٹ کے علم میں لائے اور بتائے کہ ایسا کیا جا رہا ہے - کرٹیسیم اسطرح نہیں ہونا چاہئے کہ ہمیں کے اسکیم کو بند کر دیا جائے یا الیکٹریٹی کو بند کر دیا جائے - اگر ایسا ہوگا تو پھر ہم باوا آدم کے وقت کی طرف چلے جائیں گے - ہمیں چاہئے کہ آج مشینوں سے جو کام لیا جاتا ہے ٹریکٹرس سے اور الیکٹریٹی سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کو بند کرنا مشورہ نہ دیں بلکہ اس میں اصلاح کا مشورہ دیں لیکن اسکو بند ہی کر دیا جائے اسکو اسٹاپ کر دیا جائے اسکی کیا معنی ہیں ؟ اگر آپ یہ سمجھتے کہ گورنمنٹ کا نقصان ہو رہا ہے تو منسٹر صاحب متعلقہ سے ماکر آپ انکو متوجہ کر سکتے ہیں کہ ایسا ایسا نقصان ہو رہا ہے - اس طریقہ کو چھوڑ کر یہ کہنا کہ آفیسر رشوت لے رہے ہیں ان کا گول مول معاملہ ہے نہیں معلوم اس میں حکومت کا کتنا پرسنٹیج ہے وغیرہ وغیرہ یہ صحیح نہیں ہے - جو گورنمنٹ خود اپنے ہاتھوں بنائی ہوئی ہے آپ اسکو

کیسے نام لیا جاسکتا ہے۔ آپ نے اب کو اصلاح کرنی ہے ضرورت ہے اس کے بعد دوسروں کی اصلاح کرنا چاہئے۔ آپ کہتے ہیں پمپس کا سسٹم خراب ہے ٹریکٹرس کا سسٹم خراب ہے یہ کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔ دوسری ذیل والے آج اوس سے ہزاروں ٹریکٹرز زمین کشت کر رہے ہیں اور لا کھوں من غنہ پیدا کر رہے ہیں۔ فلاں شخص رشوت کھتا رہا ہے فلاں چیز کھاتا ہے ایسے کہنے سے کام نہیں چل سکتا۔ اس لئے میں دیر سے بھاٹی سے التجا کرتی ہوں کہ وہ اپنے ریزولیوشن نو واپس لیں.....

مسٹر ڈی ایسپیکر۔ میں آنریبل ممبر کی توجہ رول (۱۵۴) کی طرف مبذول کرواؤنگ جس کے تحت (۱۵) منٹ سے زیادہ تقریر نہیں کی جاسکتی۔

شری شاجہاں بیگم۔ آج تقاوی کون لے رہا ہے۔ جسکو واقعی ضرورت ہے۔ کوئی دولت مند نہیں فقط چٹنی مرچی کھا کر بھی جو لوگ پیسہ جمع کئے ہیں وہ تقاوی نہیں لے رہے ہیں۔ تقاوی وہی لوگ لیتے ہیں جن کے پاس پیسہ نہیں ہے۔ آج حالات ابتر ہیں۔ کسی کے پاس پیسہ نہیں ہے۔ اگر ان ضرورت مند لوگوں کو پیسہ نہیں ملے گا تو وہ عرب۔ اور سکھوں سے سود پر پیسہ لینگے اور دوسرے ہی دن وہ لوگ اسکی زمین پر قابض ہو جائیں گے۔ غریب کو بے دخل کر دیں گے۔ بتائیے کہ آپ ان دونوں میں کونسی چیز زیادہ مناسب سمجھتے ہیں۔ آیا انہیں حکومت پیسہ دے یا وہ ان لوگوں سے پیسہ قرض لیں۔ اس لئے میں کہہ سکتی ہوں کہ اس رزولیوشن کو واپس لیں اور ترقی کے راستہ میں رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں۔

*** شری وی۔ ڈی۔** دیشپانڈے۔ مسٹر اسپیکر سر۔ ہاؤس کے سامنے جو رزولیوشن آیا ہے اس کے سلسلہ میں کچھ غلط فہمی پائی جا رہی ہے۔ میں پہلے اس چیز کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ اس سائیڈ کے آنریبل ممبرس یہ نہیں کہتے کہ ہم رام راج کے زمانے میں جانا چاہتے ہیں۔ ہمیں چرخہ لا کر کام کرنا ہے۔ یہ الزام ہم پر نہیں لگایا جاسکتا۔ کیونکہ ہم نے ان چیزوں کا دعویٰ نہیں کیا۔ کم از کم اس سائیڈ کے آنریبل ممبرس نے اسکا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئیل انجن کے بارے میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور یہ کبھی نہیں کہا گیا ہے کہ آئیل انجن کے استعمال سے زیادہ پیداوار نہیں ہوتی۔ لیکن گرو مور فوڈ (Grow More Food) کے سلسلہ میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پرائیٹی آرڈر (Priority order) کے لحاظ سے کیا ہونا چاہئے۔ ہمیں ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ آئیل انجن پر غیر معمولی طور پر زور دیا جا رہا ہے۔

This Assembly is of opinion that the purpose of Grow More Food Campaign is not being served properly by supply of oil engines on Taccavi loans.

اس رزولوشن میں نقائص ہو سکتے ہیں اور ہاؤس کی اجازت سے اسمیں میں ترمیم بھی پیش کرونگا۔ لیکن اب مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ ۵۲-۵۱ ع میں لون چھ سات سو آئیل انجنس کیلئے تھا اور اب ہاؤس کے سامنے دو ہزار آئیل انجن دینے کا سوال آیا ہے۔ یہ اسکیم بہت بڑی اور ایک ایمبیشس اسکیم (Ambitious Scheme) ہے جس پر ۴ لاکھ روپیہ صرف کیا جانے والا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب اس ہاؤس میں تلنگانہ اور مرھٹواڑہ کیلئے مائنر پراجکٹس (Minor projects) کی مانگ کی جاتی ہے تو انکی طرف زیادہ توجہ دینے کی بجائے آئیل انجن پر زیادہ توجہ کیوں دی جا رہی ہے؟ دوسری بات جو میں پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بازار میں دوسری کمپنیوں کے انجنس کی قیمت کم ہے۔ کرلو سکر پیٹر انجن کی قیمت ۱۰۱ روپیہ اور مدراس سے لانے کے چارجس ۸-۹ ہے لیکن جب کوٹیشنس (Quotations) دئے جاتے ہیں تو وہ ۱۴۰۰ روپیہ والے کی طرف جاتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تین چار سو روپیہ کا جو اضافہ ہو رہا ہے وہ کیوں ہو رہا ہے؟ ہم یہ سمجھتے ہیں اور ہمارا یہ چیلنج (Challenge) ہے کہ خاص لوگوں کو فائدہ پہنچانے کیلئے ایسا کیا جا رہا ہے نہ صرف ہمارا یہ کہنا ہے بلکہ پتیکا پریشد میں بھی یہی ہے۔ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ پہلے جو کوٹیشنس آئے تھے اور بازار میں جو قیمت تھی اسکے لحاظ سے اسکی قیمت ۲ لاکھ سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ لیکن حکومت چالیس لاکھ روپیہ دے رہی ہے۔ اس گھٹانے کو حکومت پر لا دا جا رہا ہے۔ دراصل حکومت نہیں بلکہ عوام پر لا دا جا رہا ہے کیونکہ یہ عوام ہی کا پیسہ ہے۔ اسکو ہم امپراپر (Improper) کہتے ہیں۔ آپ ان چار کمپنیوں سے جو انجنس خرید رہے ہیں وہ انسٹالمنٹ (Instalment) پر نہیں خرید رہے ہیں بلکہ ان سے یہ کہا گیا ہے کہ بیس لاکھ روپیہ فوراً دیا جائیگا۔ اور صرف سات ساڑھے سات لاکھ روپیہ بقیہ رہیگا۔ اگر ساڑھے سات لاکھ ہی کی ضرورت ہے تو پولیس کے بجٹ میں کمی کر کے وہ پیسہ بھی دیا جاسکتا ہے۔ ۲ لاکھ میں انجن خرید کر عوام کو دے سکتے ہیں لیکن حکومت نے ۴ لاکھ کا معاملہ کیا ہے جو وہ ان چار کمپنیوں پر انوسٹ (Invest) کرنے والے ہیں۔ اے۔ وینکنیشور راؤ صاحب جو حیدرآباد اسٹیٹ اگریکلچرل پمپنگ سٹ ڈیلرس اوسویشن کے سکریٹری ہیں انکا پتہ کہ میں نے پاس ہے۔ جسمیں انہوں نے پوری اسکیم کو عوام اور حکومت کے سامنے پیش کیا ہے۔ اسمیں یہ کہا گیا ہے کہ کرلو سکر کمپنی کی طرف سے جو ایک ہزار انجن خریدے جانے والے ہیں اور اسپر جو کمیشن دیا جانے والا ہے وہ ۳ فیصد سے زیادہ ہے۔ ۲۰ لاکھ حکومت اڈوائس دے رہی ہے اور سات لاکھ چالیس ہزار روپیے دئے جانے والے ہیں تو اسکے معنی یہ ہیں کہ سات لاکھ اور پانچ لاکھ جملہ بارہ لاکھ کا گھٹانا حکومت کو ہونے والا ہے۔ دوسری کمپنیوں پر ۵ لاکھ اور کرلو سکر پر سات لاکھ کا گھٹانا ہوگا۔ خاص کمپنیوں سے معاملہ کرنے کی وجہ سے یہ نقصان ہو رہا ہے۔ ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ بارہ لاکھ کا نقصان کیوں ہو رہا ہے؟ یہ کمپنیاں ایسی ہیں جو عین وقت پر

وجود میں آئی ہیں۔ مسٹر کنڈی کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ بہت معتبر آدمی ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آنریبل فنانس منسٹر اور آنریبل منسٹر فار کمرس اینڈ انڈسٹریز جانتے ہیں کہ انکی معتبری کتنی ہے۔ جب ایک جگہ انجن ایک ہزار میں مل رہا ہے تو دوسری کمپنیوں سے ۱۴۰۰ میں خریدنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس سے ہمیں ضرور شبہ ہوتا ہے اور اس سے بڑھکر کرپشن کوئی نہیں ہو سکتا۔ حکومت عوام کو رعایت نہیں دے رہی ہے بلکہ من مانے وہ ایجنٹس کو رعایت دے رہی ہے۔ آج دس بارہ ووٹس زیادہ ملنے کی وجہ سے کانگریس کی حکومت ہے تو عوام کا پیسہ اسطرح برباد کیا جا رہا ہے۔ عوام یہ پوچھتے ہیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ میں یہ مطالبہ کرونگا کہ ہاؤس اس پر کمیشن بٹھائے۔ مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس بارے میں خود کانگریس میں کمیشن بیٹھا ہوا ہے اور یہ چیز سنٹرل گورنمنٹ تک گئی ہوئی ہے۔ لیکن معصومانہ انداز میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ حکومت کو بد نام کرنے کی کوشش ہے۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہاؤس اس بارے میں تحقیقات کرنے کیلئے ایک کمیشن بٹھائے اور میرا یہ چیلنج ہے کہ اس میں عوام اور کسانوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ انکا نقصان ہو رہا ہے۔ یہی وہ واقعات ہیں جنکی بنا پر ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس اسکیم پر غیر معمولی زور دیا جا رہا ہے کیونکہ کسی خاص کمپنی سے معاملہ کیا گیا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ہمارا زرولیشن ٹھیک طور پر نہ ہو۔ میں امنڈمنٹ دونگا۔ اور یہ چیز صاف طور پر ہاؤس کے سامنے رکھی جائیگی۔ اسکو نہ صرف میں نے ہاؤس کے سامنے لایا ہے بلکہ چھوٹے چھوٹے ڈیلرس (Dealers) نے ایک پتہ پر چھپا دی ہے۔ جب ایک ڈپارٹمنٹ پر بارہ تیرہ لاکھ کے نقصان کا الزام لگایا جاتا ہے تو کوئی پریس اسٹیٹمنٹ نہیں دیا جاتا یا کم از کم ہاؤس کے سامنے یہ چیز نہیں لائی جاتی۔ یہ ایسا معاملہ ہے کہ آنریبل منسٹر جو اسکے انچارج ہیں ان پر اسکی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

دوسری بات جو میں ہاؤس کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آئیل انجنس پر جو روپیہ صرف کیا جا رہا ہے اسکے بجائے وہ مائنر ایریگیشن پراجکٹس (Minor Irrigation Projects) پر صرف کیا جائے تو کتنا ایریا فوراً زیر کاشت لایا جاسکتا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہم آئیل انجنس نہیں چاہتے۔ ہم تو آئیل انجن بھی چاہتے ہیں۔ کلکٹیو فارمنگ بھی چاہتے ہیں اور دوسری بڑی بڑی باتیں چاہتے ہیں۔ لیکن اسوقت زیادہ سے زیادہ ہمیں کس چیز سے فائدہ پہنچتا ہے یہ دیکھنا پڑتا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جتنی رقم ہمارے پاس ہے اس سے زیادہ فائدہ کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے اور زیادہ زمین کس طرح زیر کاشت لائی جاسکتی ہے۔ اسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہم آئیل انجنس نہیں چاہتے۔ آئیل انجنس کیلئے زیادہ پیسے کی ضرورت ہے اور اگر انہیں استعمال کرنا ہے تو وہ پیسے والے کر سکتے ہیں۔

*Non-Official Resolution re :
Supply of Oil Engines on
Taccavi Loans.*

اور بھی نئی چیزیں مجھے عرض کرنی ہیں لیکن میں تفصیلات میں گئے بغیر ہاؤس کا زیادہ وقت نہ لیتے ہوئے صرف ان نوٹیشنس کے متعلق کہہوں گا جو مختلف کمپنیوں کی جانب سے حکومت کو دئے گئے ہیں۔ اس بارے میں شکیت یہ ہے کہ آئیل انجن کی قیمت بتلائی گئی ہے لیکن اکسسریز (Accessories) جو عام طور پر اسکے ساتھ ہوتے ہیں انکی قیمت عاجلہ بتلائی گئی ہے۔ اس طرح قیمت انفلیٹ (Inflate) کی گئی ہے۔ یعنی اگر بازار میں اکسسریز کی قیمت ایک ہزار ہو تو یہاں پمپ کی قیمت ۲۰۰ روپیہ الگ بتلائی گئی ہے۔ کپلنگ (Coupling) کی قیمت الگ۔ وال (Valve) کی قیمت الگ اور فلٹر (Filter) کی قیمت الگ ہے۔ ایک ہی پمپ کی قیمت اس طرح الگ الگ کیوں دی گئی؟ کیا کمپنی نے جو نوٹیشنس دئے ہیں وہ جیسے نوٹیشنس ہیں؟ کیا اگر یکلچر ڈپازٹمنٹ کو دعویٰ دیا گیا ہے؟ اور اگر دھوکہ دیا گیا ہے تو اگر یکلچر ڈپازٹمنٹ نے ثبوت طلب کیوں نہیں کیا؟ تحقیقات کیوں نہیں کرائی گئی؟ میرا تو یہ دعویٰ ہے کہ اگر یکلچر ڈپازٹمنٹ خود دھوکہ دیرہا ہے۔ کمپنیوں کا اگر یکلچر ڈپازٹمنٹ کے ساتھ ساز باز ہے۔ یہ تمام چیزیں ہیں جنکے متعلق ہم جاننا چاہتے ہیں۔ اس طریقہ سے تو گرو مور فوڈ کے بجائے گرو مور فول کی اسکیم کامیاب ہو رہی ہے۔ اتنا بڑا لاکھوں کا معاملہ ہو رہا ہے تو کس سے مشورہ لیا گیا؟ یہ چیز ہاؤس کے سامنے معصومانہ انداز میں کہی جاتی ہے کہ ہم ماڈرن ایکویپمنٹ (Modern equipment) کے خلاف ہیں میں یہ کہہوں گا کہ ہاؤس کے سامنے جب ہینڈ لوم (Handloom) اور گرنے کے کپڑے کا سوال اٹھایا گیا تھا تو اسوقت یہ کہا گیا تھا کہ مشینری کے کپڑے پر پابندی نہ لگائی جائے اور ساڑیوں اور دھوتیوں کو مل میں بنانے سے نہ روکا جائے تو ہینڈ لوم کے مزدور ختم ہو جائیں گے۔ اسوقت ہم نے یہ مانگ کی تھی کہ ایسا نہ ہونا چاہیے کیونکہ اس سے ہزاروں مل مزدور بیروزگار ہو جائیں گے۔ اسوقت یہ کہا گیا کہ نہیں نہیں ایسا ہونا چاہیے۔ اسوقت آپکا یہ ماڈرن چیزوں سے ایکوپ (equip) کرنے کا فلسفہ کہاں گیا تھا؟ اسوقت یہ فلسفہ کیزن عمل میں نہ لایا گیا؟ ہم ضرور چاہتے ہیں کہ ماڈرن ایکویپمنٹ ہوں لیکن اگر ہم میں ہاتھی خریدنے کی قوت ہے تو ہاتھی خریدیں گے اور ہاتھی خریدنے کی قوت نہیں ہے تو ٹٹو خریدیں گے۔ غریبوں کے پاس اتنا پیسہ نہیں ہوتا کہ وہ پمپ خرید سکیں۔ مالدار تو زیادہ غلہ اگانا نہیں چاہتا۔ وہ تو اپنی حد تک منافعہ خوری بلاک مارکیٹنگ (Black marketing) ایسے دھندے کر لیتا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آئیل انجن کا واجبی استعمال ہو۔ انکی تعداد غیر معمولی طور پر بڑھ جانے کی بجائے حکومت مائینر اریگیشن پراجیکشن پر زیادہ توجہ دے۔ میں آئریبل منسٹر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے پاس ابا گورہ کے واسطے میں تالابوں کے زمین کی ایک اسکیم لیکر گیا تھا تو انہوں نے کہہ دیا کہ گنجائش نہیں ہے۔ اگر یہ تالاب تیار ہو جائے تو ہزار پانچ سو ایکڑ زمین کاشت کے تحت آسکتی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ تلنگانہ کے ۲۵ ہزار تالابوں میں سے حکومت نے کتنے تالاب درست کئے ہیں؟ ایک چوتھائی بھی

درست نہ کر سکی۔ انکو درست کیا جائے تو زیادہ افاج پیدا ہو سکتا ہے۔ آپ۔ یہ لاکھ میں سے لاکھ تیرہ ماہیں ازیگیشن پراجکٹس پر خرچ کیجئے۔ یہ مسئلہ پچھڑی ہوئی جاتیوں یا کسی دوسرے مسئلے کی طرح نہیں ہے۔ میں ہاؤس سے یہ عرض کرونگا کہ جو مقصد ریزولیوشن کا ہے وہ

شری می شاہجہاں بیگم۔ پوائنٹ آف انفرمیشن۔ آپکے ریزولیوشن میں تو یہ ہے کہ

“This Assembly, therefore, recommends to the Government of Hyderabad to stop this practice” what does this mean ?

آنریبل ممبر مجھے ذرا بتلائیں کہ اس ریزولیوشن سے یہ اسپیش کس طرح متعلق ہو رہی ہے ؟ میں کسی کے دل کا حال تو نہیں جانتی۔ ریزولیوشن کے الفاظ تو ایسے دیں۔

شری وی۔ ڈی۔ دشیانڈے۔ میں آنریبل ممبر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ اس قدر آجکڑی دیں۔ اگر آئندہ بنی اس طرح آجکڑی رہیں تو کچھ مقصد نکل سکتا ہے۔ اسٹاپ دس پراجکٹس (stop this practice) میں ڈبل انٹرپرائز (double interpretation) کی گنجائش ہے۔ اسلئے اگر ہاؤس اجازت دے تو میں اسکو اسنڈیکر کے دوسرا جملہ اس طرح رکھنا چاہتا ہوں کہ

This Assembly, therefore, recommends to the Government of Hyderabad to see that the supply of oil engines is properly regulated and more attention is paid to construction of minor projects and repairs to breached tanks for the above purpose.

اب یہ جملہ ہے کہ

Stop this practice and undertake.

اگر موور میرے اس امینڈمنٹ کو مانتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے یہ غلط فہمی پیدا ہونے کی گنجائش نہ رہیگی۔ اب اس طرح رہیگا

....to see that the supply of oil engine is properly regulated and more attention is paid to

میں نہیں کہتا کہ اس میں غلط فہمی کا امکان نہیں ہے۔ میں موور سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ

Dr. G. S. Melkote : Sir, Is this the time for moving amendment ? We are now discussing the Resolution that is placed before the House and not the amendment.

Mr. Deputy Speaker : We will consider this matter after Recess. Now, the time is over. (Laughter).

The House then adjourned for Recess till Five Minutes past Five of the Clock.

The House re-assembled after Recess at Five Minutes past Five of the Clock.

[Mr. Deputy Speaker in the Chair]

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - آپ (شری وی - ڈی - دیشبانڈے) اپنا امینٹ تحریر میں پیش کریجئے ۔

Meanwhile, we will continue the discussion.

شری ادھو راؤ ٹیل (عثمان آباد) - اسپیکر - ہاؤس کے سامنے جو ریزولوشن ڈسکشن کیلئے آیا ہے جو امینڈ ریزولوشن ہے اسکا رجحان اور آنربل ممبر کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ آئیل انجن کی تقسیم کے سسٹم میں نقص ہے ۔ اسکی تقسیم کا طریقہ ٹھیک نہیں ہے ۔ جن لوگوں کو اسکی ضرورت ہے انہیں تو نہیں دیا جاتا ۔ جو لوگ خود اپنے پیسوں سے خرید سکتے ہیں انہیں دیا جاتا ہے ۔ مجھے بھی اسکا تجربہ ہے ۔ میں تعلقہ مہلائی کمیٹی میں ہوں

شری رام راؤ (گیورائی) - کنسرند منسٹر (Concerned Minister) موجود نہیں ہیں ۔

Mr. Deputy Speaker : It does not matter.

شری ادھو راؤ ٹیل - جن لوگوں کو تقاوی تقسیم جگتی ہے آپ انکی لسٹ اٹھا کر دیکھ لیجئے ۔ ظاہر ہے کہ جو پیسے والے ہیں وہ تقاوی مانگنے کیلئے کیوں آئیں گے ۔ آنریبل ممبر کو اگر دیہات کا تجربہ ہوتا تو انہیں معلوم ہوتا ۔ اب بھی وہ حیدر آباد میں آفس میں لسٹ اٹھا کر دیکھ سکتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کو ملی ہے جن کے پاس تین ساڑھے تین سو یکر زمین ہے دوسرے انجن ہیں اسکے باوجود انکو تقاوی کے انجن دئے گئے ہیں ایسے کیس ہیں ۔ تقسیم کرتے وقت یہ نہیں دیکھا گیا ہے کہ کون مستحق ہے کون نہیں ہے آیا اس کے پاس انجن کی خریدی کیلئے دو تین ہزار روپے ہیں یا نہیں ۔ ریزولوشن میں کہا گیا ہے کہ ” زیادہ غلہ اگؤ “ کی مہم زیادہ تر اس بیضابطگی کی وجہ سے ناکام ہوئی ہے ۔ میں جانتا ہوں آنریبل منسٹر اسکے جواب میں یہ کہیں گے کہ میرے پاس ایسے اسٹیٹسٹکس موجود ہیں اس سال اتنا اضافہ ہوا ہے گذشتہ سال اتنا ہوا تھا ۔ لیکن اناج کا اسٹاک زیادہ ہونے کی وجہ دوسری ہے یہ نہیں ہے ۔ اصل وجہ یہ ہے کہ عوام کی پرجیزنگ کیپاسٹی (Purchasing Capacity) کم ہوجانے کی وجہ سے صرفہ کم ہوا ہے ۔ آپ کا پیسہ اناج زیادہ اگانے دلتے نہیں دوسرے طریقوں سے خرچ ہوا ہے اڈورٹائزمنٹ پر خرچ ہوا ہے ، اسٹاف پر ، منسٹرس کے وروں پر خرچ ہوا ہے .. اڈورٹائزمنٹ اخبارات اور پمفلٹس کے ذریعہ کیا جاتا ہے ۔ میں سوچتا ہوں کیا لسان اخبارات اور پمفلٹس پڑھتے ہیں ۔ منٹر کی بھی یہی پالیسی ہے ۔ یہی منسٹر اپنے بنگلے کے احاطہ میں

ہل چلاتے ہیں۔ اس طرح کی نمائشی چیزیں کیجاتی ہیں۔ لینڈ ریفارمس سے بھی کچھ نہیں ہو سکا۔ دراصل زمین کا سپرویزن اچھا نہونے کی وجہ سے پروڈکشن اچھا نہیں ہو رہا ہے۔ ایسٹری لینڈ لازماً کی وجہ سے بھی اڑ پڑا ہے۔ غریب کسان بیچارا محنت تو کرتا ہے لیکن اسکے پاس مینیور ڈالنے کیلئے پیسہ نہیں ہوتا۔ اسلئے اسکی ایڈ اچھی نہیں ہوتی۔ یہ بڑی وجہ ہے۔ لینڈ ریفارمس کے ذریعہ جو اقدام حکمرانوں نے کیا ہے وہ بالکل بے سود ہے۔ ٹینسی ریلیشن شپ (Tenancy Relationship) تلخ ہو چکی ہے۔ ٹیننٹس اس سے جو گین (Gain) ہونا چاہتے تھے نہیں ہوا۔ مقصد یہ تھا کہ ٹرنس زمین کے مالک بن جائیں۔ دوسرے یہ کہ غریب کسانوں کو تقاوی دینا چاہیئے۔ لیکن تقاوی دینے کا اڈمنسٹریشن اتنا کرپٹ (Corrupt) ہے کہ جو تقاوی منظور ہوتے ہیں مسجھتا ہوں نہ وہ پوری پٹیل پڑاویوں سے لیکر پورے اسٹاف کو دینے ہی میں خرچ ہو جاتی ہے۔ میرے پاس اسکی کئی مثالیں ہیں۔ اب رہا یہ الزام کہ دینے والا تیار ہے تو لینے والا کیوں نہ لے وجہ یہ ہوتی ہے اور اگر کوئی آنریبل ممبر دیہات کے کپڑے پہن کر دفتر میں جائیں تو معلوم ہوگا کہ وہاں کارروائی کیلئے تین دن رات پڑتا ہے روزانہ تین روپیے بھی خرچ ہوں تو دس روپیے لگ جاتے ہیں۔ اور اگر ایک دن میں کام نہ ہو جائے تو اسکے نو روپیے بچ جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کوئی شخص رشوت خوشی سے تو نہیں دیتا۔ البتہ ایک طبقہ یقیناً ایسا ہے جو عہدہ دار کو ایک ہزار روپیے خوشی سے دیکر ۱۰-۲۰-۲۵ ہزار روپیے کالیتا ہے۔ لیکن کسانوں کا طبقہ ایسا نہیں ہے۔ اسکو مجبوراً رشوت دینی پڑتی ہے۔

دوسری چیز یہ کہ تقاوی وقت پر نہیں ملتی۔ مثلاً میں کہوں گا کہ اگر ایک چربڈنگ کیلئے تقاوی دیجاتی ہے۔ اگر بارش کے زمانے میں یہ پیسہ کسان کے ہاتھ میں جاتا تو وہ کام اچھی طرح سے کر سکتا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ درخواست منظور ہو کر چھ مہینے ہوئے اب تک رقم نہیں دی گئی تو جواب ملا کہ پیسہ ابھی ہمارے پاس نہیں آیا ہے۔ فنانس سے متعلق کارروائیاں میں دیر ہو اور وقت پر تقاوی نہ ملے تو جو فائدہ وقت پر تقاوی کے ملنے سے ہو سکتا ہے نہیں ہونے پاتا۔ آئیل انجنس کے تعاقب سے میں نہونگا کہ عوام کا ساڑھے تین لاکھ روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ نہ صرف اس جانب کے ممبرس بلکہ اس جانب کے آنریبل ممبرس کی بھی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ عوام کی ٹربڈری سے پیسہ ضائع نہ ہونے پائے۔ چونکہ عوام نے ہمیں یہاں منتخب کر کے بھیجا ہے لہذا ہم کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آئیل انجنس کیلئے جو تقاوی دیجاتی ہے وہ فوڈ پروڈکشن کو بڑھانے کیلئے دیجاتی ہے لیکن اسکو آٹا پیسنے کے کام میں لایا جاتا ہے اس عمل سے مقصد قوت ہو جاتا ہے۔ اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ آئیل انجنس کیلئے تقاوی نہ دیجائے بلکہ اصول تو یہ ہے کہ جو چھ ملتا ہے وہ لے لیا جائے اور جو نہیں ملتا اس کے حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

دوسری چیز یہ کہ ٹینک اور پراجیکٹ کے لئے انجن دینے کی کوشش میں تو اس سے پروڈکشن نہیں بڑھ سکتا۔ دوسری مشکل یہ ہے کہ اگر اسکے بڑے خراب ہو جائیں تو غریب کسان تو انکو درست کرنا نہیں جانتا۔ یا تو اوسکو پونا جانا پڑیگا یا پھر اس انجن کو بند کر دینا پڑیگا۔ اسلئے میں نے یہ پریپوزل رکھا ہے کہ ایک میکینکل ورکس سٹر رکھنا چاہئیں تاکہ اوسکے ذریعہ سے انجن کی سپروائیزنگ ہوتی رہے۔ اس سے یہ ہوگا کہ فصلیں ضائع نہ ہونے پائینگی۔ میں ایک چیز کی طرف اور اشارہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ جس طرح گھر والے پانی کی جب ضرورت پیش آئے نل کے پاس نہیں جاتے بلکہ پانی برتن میں جمع کر کے رکھ لیتے ہیں اور جب کبھی اسکے استعمال کی ضرورت ہوتی ہے استعمال کرتے ہیں بار بار جب ضرورت ہو نل کے پاس جانا کوئی ٹھیک طریقہ استعمال نہیں ہے۔ قدرتی پانی کے استعمال میں بھی اسی طرز استعمال کو مدح و تحسین کرنا چاہئے تاکہ وقت پر استعمال کی سہولت حاصل ہو۔ میجر پراجیکٹس (Major Projects) کے بنانے کی کوشش کیجاتی ہے میں کہوں گا کہ انکے ساتھ ساتھ مائنر پراجیکٹس (Minor Projects) کے زیر لحاظ رکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پروڈکشن میں آسانی ہر سکتی ہے کیونکہ ان سے فوری فائدہ ہم حاصل کر سکتے ہیں برخلاف اسکے میجر پراجیکٹس سے دس بارہ سال کے بعد فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اسلئے ہمیں چاہئے کہ چھوٹے تلاءوں کی مرمت اور تعمیر کو ہمیں ہاتھ میں لینا چاہئے۔ خاص طور پر میں اس جانب متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ حیدرآباد کے بعض ایریاز (Areas) ایسے ہیں جنکو بیت دنوں تک نکلٹ (Neglect) کیا جاتا رہا ہے اور وہ علاقہ "یتیم مرھٹواڑہ"، ہے۔ اسکا پوچھنے والا کوئی نہیں تھا۔ دوسرے علاقہ میں بانچ کروڑ روپیہ نظام کے زمانے میں خرچ کیا گیا لیکن اس زمانے میں بھی مرھٹواڑی کے علاقے کی جانب توجہ نہیں دی گئی حالانکہ مرھٹواڑی کا علاقہ ہر وقت قحط کا شکار رہتا ہے۔ وہاں ۲۰-۳۰ انچ بارش ہوتی ہے اس قدرتی پانی کو جمع کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اگر ہر سال نم از کم فیمن فنڈ سے ہی کچھ نہ کچھ خرچ کیا جاتا تو عوام بھوکوں نہ مرتے۔ لیکن اس جانب توجہ نہیں کی گئی۔ اسلئے میں کہوں گا کہ دوسرے علاقوں کیلئے جو پلان بنائے جائیں اسکے مماثل مرھٹواڑی کیلئے بھی پلان ہونا چاہئے۔ کہا جاتا ہے کہ مرھٹواڑی میں پراجیکٹس بنانا مشکل ہے۔ سنہ ۱۹۴۴ء سے وہاں پراجیکٹس کیلئے اسٹیٹ بنائے جاتے رہے ہیں۔ چنانچہ وان (Wan) پراجیکٹ ضلع بیڑ جسکے تحت (۵۱۸۰) ایکڑ کھیت ضلع پرہنی جسکے تحت (۲۸۵۰۰) ایکڑ۔ اشنا ضلع ناندیڑ جسکے تحت (۲۷۹۸۰) ایکڑ۔ کاسلی آشی جسکے تحت (۲۶۲۵) ایکڑ۔ تالوار آشی جسکے تحت تین ہزار ایکڑ۔ خاصا پور ریٹنہ جسکے تحت ساڑھے تیرہ ہزار ایکڑ۔ کاتانا بیدر جسکے تحت دو ہزار ایکڑ کو اریگیشن کے تحت لانے کا امکان بتاتے ہوئے اسٹیٹس بنائے گئے تھے اگر یہ پراجیکٹ نہیں بن سکتے تھے تو پھر اسٹیٹ کرنے سے کیا فائدہ تھا اور اسٹیٹ کی تیاری پر اتنا روپیہ کیوں صرف کیا گیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مرھٹواڑی کے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا

جاتا ہے جیسے کہ سوتیلے بیٹے کے ساتھ۔ جب نگر ڈسٹرکٹ جو بیڑ کے قریب ہے اریگیشن کی اسکیمات تو روپے لاسکتا ہے صرف نگر ضلع میں تین شگر فیکٹریز ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ بیڑ جو اس سے قریبی علاقہ ہے اریگیشن نہیں ہو سکتا۔ ناسک بھی مرھٹواڑی کے قریب ہے وہاں اریگیشن ہو سکتا ہے تو پھر اس سے قریبی علاقے میں ہمارے یہاں کیوں نہیں ہو سکتا۔ اس سے بھی نتیجہ نکلا جاسکتا ہے کہ کام نو اوائیڈ کرنا مقصود ہے جس کے لئے یہ حضرات تراسے جاتے ہیں۔ بہتر ٹینکس کی ریزر کی جانب بھی کافی توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارے یہاں کی غذائی مشکلات دور ہوں۔ اب ان باتوں کا جواب دیتے وقت کہا جائیگا کہ کوشش تو کی جاتی ہے لیکن کیا رہیں پیسہ نہیں ہے۔ اس عذر کے بارے میں کئی مرتبہ اس جانب سے جوابات دئے گئے ہیں اور پیسہ حاصل کرنے کے راستے بتائے گئے ہیں لینا منظور ہر تو پیسہ سٹی جگہ سے لے سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف ایک نظام ہی سے پیسہ لیا جائے تو آپکا فائیو ایر پلان (Five-Year Plan) کامیاب طور پر ختم ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر آپ اسکی کوشش کریں کہ بھوکے کسانوں سے پیسہ حاصل کیا جائے یا غریب چیراسیوں کو تخفیف کر کے پیسہ حاصل کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپکا یہ فائیو ایر پلان ایک کاغذی پلان ہوگا اور وہ پورا نہ ہو سکیگا۔ میں یہ بھی عرض کرونگا کہ پیسہ حاصل کرنے کیلئے ایک ڈیفینیٹ پالیسی تو روہ کار لانے کی ضرورت ہے اگر ایک شخص نظام صاحب سے پیسا لیا جائے تو ہندوستان کا پنچ سالہ منصوبہ تکمیل ہو سکتا ہے۔ مانگنے پر پیسہ نہیں مل سکتا۔ ایسے لوگ تو صرف ڈر کے مارے ہی پیسہ دے سکتے ہیں جنکو ملک کی بھلائی سے زیادہ اپنی جیب گرم کرنے کی فکر رہی ہے۔ تو میں یہ عرض کرونگا کہ آئیل انجنس کے تعلق سے حکومت کی جو پالیسی ہے وہ ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے اور اڈمنسٹریشن کے کریٹ (Corrupt) ہونے کی وجہ سے ایسی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ ساج میں جو برائیاں ہیں انکو دور کرنے کی کوشش جب تک نہ کی جائے اسوقت تک صرف اوپر کی مرہم بٹی سے ان ناسوروں کی اصلاح نہیں ہو سکتی اور نہ پروڈکشن کو بڑھانے کا جو مقصد ہے وہ پورا ہو سکتا ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ میں رول نمبر (۱۵۳) کے تحت اجازت دیتا ہوں کہ اس ترمیم گوسو کیا جائے۔

Shri V. D. Deshpande : Sir, I beg to move :

“That in lines 6 and of the Resolution, for the words “to stop this practice and”, the following words be substituted, namely, “to give taccavi for oil engines in cash, properly regulate it and to give more attention to”.

Mr. Deputy Speaker : Amendment moved :

Shri V. D. Deshpande : The resolution, as amended, reads as follows :

“ This Assembly is of opinion that the purpose of Grow More Food Campaign is not being served properly by Supply of Oil Engines on Taccavi Loans. This Assembly, therefore, recommends to the Government of Hyderabad to give taccavi for oil engines in cash, properly regulate it and to give more attention to undertake construction of Minor Projects and repairs to breached tanks for the above purpose ”.

میں امید کرتا ہوں کہ موزر آف دی ہل اس امینڈمنٹ کو منظور کرینگے ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ وہ اسٹیج بعد میں آئیگا ۔

شری سری پد راؤ لکشمین راؤ نو اسی کر (اورنگ آباد) ۔ میں جناب و لا کی توجہ رول (۱۵۳) کے تراز (۲) کی طرف مبذول کراؤنگ ۔ اور رول (۳۴) کی طرف اپنی توجہ دلاؤنگ ۔ رول (۱۵۳) کے تحت

شری ادھوراؤ پٹیل ۔ جب ایک مرتبہ رولنگ دیجاچکی ہے تو کیا اس پر ڈسکشن ہو سکتا ہے ؟

شری سری پد راؤ لکشمین راؤ نو اسی کر ۔ جہاں تک مجھے خیال ہے ریسس کے پہلے اسپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ آنے کے بعد اس کے متعلق تصفیہ کیا جائیگا ۔ ابھی رولنگ نہیں دی گئی ہے ۔ میرا پہلا آبجکشن (Objection) یہ ہے ۔ تراز (۲) میں یہ ہے کہ

“ If notice of such amendment has not been given one (1) day before the day on which the resolution is moved, any member may object to the moving of the amendment, and such objection shall prevail, unless the Speaker allows the amendment to be moved.”

تو میرا آبجکشن اس وقت تک قائم رہیگا جب تک کہ اسپیکر صاحب اجازت نہ دیں ۔ جو ریزولوشن سوو ہوا ہے اسکی پرنٹڈ کاپیاں ایک عرصہ پہلے ممبروں میں تقسیم ہوچکی تھیں جس سے یہ واضح ہو گیا تھا کہ یہ ریزولوشن ۱۹ ستمبر کو پیش ہونے والا ہے ۔ اسلئے اگر کسی آنریبل ممبر کو کوئی امینڈمنٹ پیش کرنا ہو تو رول کے لحاظ سے ایک دن پہلے دیا جانا چاہئے جو امینڈمنٹ آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن نے پیش کیا وہ ایک روز پہلے نہیں دیا گیا اس لئے وہ قابل قبول نہیں ہو سکتا ۔ اسکا تصفیہ ہونے کے بعد میں رول (۳۴) کے تحت اپنا دوسرا آبجکشن پیش کرونگا ۔

شری وی ۔ ڈی دیسپانڈے ۔ جس وقت امینڈمنٹ ہوا آنریبل فینانس منسٹر نے اس پر آبجکشن لیا ۔ آبجکشن کرنے کے بعد آنریبل اسپیکر نے دفعہ (۱۵۳) کی روشنی میں اس کو دیکھا اور اسکو سوو کرنے کی اجازت دی ۔ اسی وجہ سے یہ امینڈمنٹ سوو کیا جا رہا ہے ۔

Shri M.S. Rajalingam (Warangal) : Mr. Speaker, Sir, Even taking it for granted that you have given a ruling, I feel that if it goes contrary to any Rule, we have got to draw your attention. It is in this light that I have to submit that whenever an amendment is moved, it is the general principle all over the world that it should be in tune with the spirit of the original resolution. The original resolution says that the practice of giving taccavi loans for oil engines should cease while the amendment goes quite contrary to this and says that it must be given. In view of the general principle and custom prevailing all over the world and not in this House with regarding to amendments, I request you to reconsider your ruling, if it has been already given and if a ruling had not been given to bear this in mind while giving it.

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔۔ اس کے پہلے میں نے دفعہ (۱۰۳) کے تحت اجازت دی ہے۔ روں
ممبر (۳۳) کے تحت اگر کوئی امینڈمنٹ آئے تو وہ ریلیونٹ (Relevant) ہونا چاہیئے۔
یعنی

It should be relevant and within the scope of the resolution.

یہ امینڈمنٹ ریلیونٹ بھی ہے اور وہ ان اسکوپ (Within Scope) میں بھی ہے۔ اس
لئے میں نے اس امینڈمنٹ کے موافق کرنے کی اجازت دی۔ میں امینڈمنٹ پڑھ کر سناتا ہوں۔

“Delete the words ‘to stop this practice’ and substitute the following, namely :—

‘to give taccavi for oil engines in cash, properly regulate it and to give more attention to’.

Shri. K. L. Narsimha Rao : As mover of the Resolution I accept the amendment proposed by *Shri V. D. Deshpande*.

Shri M. S. Rajalingam : Mr. Speaker, Sir, the spirit of the resolution is now entirely changed. But in spite of it, Sir, since.....

Minister for Finance and Statistics (Dr. G. S. Melkote) : Mr. Speaker, Sir, May I know whether the original resolution stands or the amended resolution ?

Mr. Deputy Speaker : We will discuss both.

Shri V. D. Deshpande : The practice in this House has been that if the mover accepts the amendment, it will be discussed as amended. The mover has already stated that he accepts the amendment.

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - میں سمجھتا ہوں کہ بریکنس یہ ہے کہ جب کسی ریزولوشن پر امینڈمنٹ آتا ہے تو موور کے منظور کر لینے کے بعد اس پر نسیکشن اور ووٹنگ کا موقع دیا جاتا ہے۔

شری کے - ایل - نرسمہا راؤ - میں اکیپٹ Accept کرتا ہوں -

Shri G. Sreeramloos : We want to move some more amendments and I would like to know whether they would be allowed.

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - لیکن اس کو پریسڈنٹ (Precedent) کے طور پر نہ لیا جائے - کم از کم ایک دن پہلے امینڈمنٹ دی جائے چاہئے - ریزولوشن موو کرنے کے دوران میں کوئی امینڈمنٹ نہیں دی جاسکتی - اس لئے اس کو نظیر نہ سمجھا جائے -

Shri M. S. Rajalingam : As I had said, the spirit of the resolution has entirely changed in view of the amendment. But in spite of it, I feel that the speeches made hitherto by the Opposition members had their own effects on this side of the House and also on the outside world. Therefore, it is advisable and also reasonable, that I should try to answer certain points that have been raised by some of my friends.

Sir, we are very proud to have an Opposition in this House, which has got a fame that is well-known and it is a strong opposition also. We have to congratulate ourselves that we have got an opposition that is good enough to point out our defects and prove worthy of the responsibilities that have been cast upon it by the public and the popular vote.

Sir, after an year or more of the working of this Assembly, today a specific issue has been raised that in a way people have been put to a loss to the extent of about Rs. 13 lacs or that this public money was wasted. When this issue came up I was glad, because it is a matter of public money and a specific issue worthy of an answer. Regarding the Kirloskar oil engines, Sir, it is for the hon. Minister concerned to convince the other side regarding the figures referred and I am confident that he will do it. If the criticisms made by the opposition continue to be such as those expressed on the present resolution, I must say that we are on the better side of democracy.

But, Sir, I must mention here that the wording of the resolution as originally moved is such that each of the Members had been loosely interpreting it in his own way. Some

*Supply of Oil Engines on
Taccavi loans.*

friends have said that the purpose of the resolution is only to change the order of priority and that in view of the priority that is now given by the Government for taccavi loans for the oil engines they have no place. Well, Sir, this argument of the opposition leader has not been accepted in a way by the Opposition itself as some of the hon. Members of the Opposition themselves have contradicted it. It is clear that there are certain principles observed in deciding the order of priority, those principles are decided in consultation with the agricultural experts also. It is not the Members of this Assembly alone who decide them in the light of their limited knowledge and experience. While considering the question of priority, I have no doubt that the Government has taken all these aspects into consideration. Hence, the taccavis for oil engines being ruled out in view of the order of priority is out of question.

The second point that has been referred by some friends is that of wrong distribution that is being made or rather in any way one-sided distribution. I will go further and say that the Members of the Opposition want that whole policy of distribution of oil engines should be changed. As far as this procedure of distribution is concerned, I think the Taluka Supply Committees have their own place and they have been functioning. If the Taluka Supply Committee Members or the Supply Committees as a whole have not been functioning properly, it becomes an administrative matter to be rectified and does not in any way concern the policy of the Government in giving taccavi loans for oil engines. So, Sir, the second point that has been raised has also no place.

What I am surprised at is that in pleading for this resolution the Opposition has taken up the cause of the small dealers. Well, Sir, I am glad to find that the sympathies of the Opposition Members are also with the middle classes as much as with lower middle classes and it is a healthy sign. And whenever the question of wholesalers has come up, the question of small dealers has been put up and it is said that the representation of the small dealers must be also taken into consideration by the Government. I agree with them but I am at a loss to understand why they should base their opinion on the representation or advice of the small dealer and say that the administration has entirely gone wrong or that the Government or that the Members of this side have

joined hands with the dealers to share the spoils of this business and it is something which I cannot bear.

Shri V. D. Deshpande : Not the Members of this House..

Shri M. S. Rajalingam : It has been categorically stated on the floor of the House that some sort of understanding or some such thing prevails with the dealers and we have been led to think that the Members are also liable to be doubted. Such a charge, I feel is uncharitable by the Members of the Opposition. A strong section of the House strongly feels that a similar charge namely that the Opposition Party is trying to share the spoils of such profits in the name of opposition, exposition and coercion is there, but shall I bring that charge is my question.

Shri V. D. Deshpande : My charge is on the Department and not on the hon. Members of this House. The Member should not misunderstand....

Shrimati Shahajahan Begum : If the charge is on the Government, it means on the Members also.

Shri V. D. Deshpande : My charge is on the particular Officer and on the particular Department and the Minister concerned is responsible for it and not all the 95 members on the other side of the House.

Shri M. S. Rajalingam : I am ready to be corrected.... My friend has again thought of correcting me. Even taking what he has said for granted, I would like to ask one thing. 'If a particular Officer of a Department has a hand in this, are we going to charge the entire department with it?.' That is my question.

Shri V. D. Deshpande : We demand an enquiry into it....

Shri M. S. Rajalingam : Mr. Speaker, Sir, I am on my legs and I do not want to be interrupted like this.

If a particular Officer does something, it is the duty of the Opposition to charge that officer with that and draw the attention of the Minister to the matter and see that the Officer

concerned is punished. I have congratulated the opposition for bringing up the matter of the alleged wrong utilization of Rs. 13 lacs of public funds. I would have certainly congratulated them if any person is referred to as responsible for the misuse of any money. But charging a Minister or charging the Members with such things in general does not create a healthy atmosphere. Looking upon the Minister or the Members with suspicion with no material to substantiate is something which is not worthy of this House. We should not take such things coolly as it is a thing which the outside world will take seriously.

It has been said that the entire policy of giving Oil Engines has to be regulated. There is a procedure to regulate it and there is a method of asking to regulate it, and I also want that it should be done. For instance, Sir, I have got an important suggestion. I will put it before the House. I have been told, Sir, that the Government of India have sanctioned certain amounts for repairs to the breached tanks. It has been specifically stated in the circular of the Govt. of India, that the money should be used only for breached tanks. There are feeder channels which take water into these breached tanks, which need repairs but in view of the fact that it has been stated that the money should be used only for breached tanks, that money is not being used for the repairs of the feeder channels. If the feeder channels are repaired, the tanks will serve their full purpose. Anytime whenever there are some works to be carried out or a programme to be launched a reference has to be made to the Government of India. The thing is that in view of the circulars or instructions of the Government of India, the money set apart for these tanks which are breached, is not being used fully and such money could certainly be put to better use. Such concrete suggestions will go a long way in building up the prestige of the whole Government as well as that of the Members of the Opposition.

In the end, even though some of my colleagues on this side of the House might have said something amazing I should frankly request my friends in the Opposition and our side not to cast aspersions which make the human nature some times lose its bearings. I hope that this will be borne in mind by the Members of the Opposition whenever they criticise a Bill or speak on any resolution.

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ - مسٹر اسپیکر سر - آج اس رزلوشن کے بارے میں ٹریژری بنچس کی جانب سے جو تقریریں ہوئیں انہیں میرے آنریبل دوستوں نے بڑے ہی معصومانہ طریقہ سے باتیں بنا کر کسانوں کے دکھ درد سے ہمدردی اور حکومت کے انصاف کی داد دی۔ میں ہاؤز سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج ایسا بڑا چارج لگایا گیا ہے جسکے متعلق نہ صرف ہاؤز میں بلکہ ہاؤز کے باہر حیدر آباد و سکندر آباد کے چوراہوں پر - سڑکوں پر - بستیوں میں - بسوں میں - رکشاؤں میں بحث کی جا رہی ہے تو اسکے متعلق حکومت نے - متعلقہ محکمہ نے اور منسٹر صاحب نے کیا بیان دیا ہے - مجھے افسوس ہے کہ یہ چیز ہاؤز کے باہر کبھی جا رہی ہے لیکن میں ہاؤز ہی میں بحث کرنا اس موزوں سے متعلق بحث کرنے کی صحیح جگہ تصور کرتا ہوں - ورنہ آج حکومت پر جس طرح ہاؤز سے باہر جیسا کہ میں نے کہا - لعنت اور ملامت بھیجی جا رہی ہے تو کیا اسکے ہمدرد اسکو گوارا کرتے ہیں جو پوری ڈیموکریسی پر ایک بڑا دھبہ ہے - میں ان تمام چیزوں اور شکایات پر بحث نہ کرتے ہوئے جو سنٹرل گورنمنٹ کی نظر میں لائے گئے ہیں اور اسکی ذمہ داری کس پر آتی ہے اور کس پر نہیں آتی - اسکو معرض بحث میں نہ لاتے ہوئے صرف آئیل انجن سے متعلق کہوں گا - آج یہ بحث کی جا رہی ہے کہ آئیل انجن سے فائدہ نہیں ہے - دنیا میں کون ایسا بیوقوف ہے جو یہ کہے کہ مشینری کے استعمال سے نقصان ہوتا ہے (چیرز) لیکن سول یہ ہے کہ گرو مور فوڈ کمپن کے تعلق سے انجنوں کے سلسلہ میں جو ایجنسی دی جا رہی ہے اور جو بنے بازی اور چالاکي ہو رہی ہے ۔۔۔۔

شری لکشمین کوٹنا (آصف آباد - عام) - بٹے بازی کا لفظ ان پارلیمنٹری ہے - میں آنریبل اسپیکر کو فائنڈنگ دینے کی خواہش کرتا ہوں -

شریمتی شانتا بائی (مکتھل - آٹما کور - عام) - ان پارلیمنٹری ہے - واپس لینا ہڑیکا -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - آرڈر - آرڈر یہ ورڈ ان پارلیمنٹری نہیں کہا جاسکتا لیکن اسکے باوجود بھی یہ مناسب نہیں ہے -

شریمتی شاہجہاں بیگم - لعنت کا لفظ بھی خراب ہے - وہ بھی کہا گیا ہے -

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ - آنریبل اسپیکر کی رولنگ کے بعد میں یہ لفظ واپس لیتا ہوں - آج یہ سوال نہیں ہے کہ آئیل انجن استعمال کئے جائیں یا نہیں - سوال یہ ہے کہ ہمارا موازنہ محدود ہے - اس محدود موازنہ میں حیدر آباد کے کسانوں کو کس طرح زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچایا جائے - اس رزلوشن کے تعلق سے میں آنریبل منسٹر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جہاں انجن سپلائی کئے نہیں جاتے وہاں کیاشت لے منٹ کیا جاتا ہے - انہیں یہ اختیار حاصل ہے کہ ہندوستان بھر میں جہاں چاہیں - جس کمپنی کے پاس سے چاہیں - جس قسم کا انجن چاہیں کاروباری طریقہ پر خرید کر حکومت کے پاس رسید پیش کریں - اس طریقہ کو بدلنے کے بعد آج ۴۰ لاکھ روپیہ کا جو آئیل انجن کی قیمت کا مسئلہ

انہاں ہے اور جو نئی پالیسی اس جمہوری دور میں اختیار کی گئی ہے وہ کس سے پوچھ کر اختیار کی گئی ہے۔ ایک آنریبل ممبر ابھی اشارہ کر رہے تھے کہ سیلائی کمیٹیز ہیں کیا ان سے مشورہ لیا گیا ہے اگر نہیں لیا گیا تو کیوں نہیں لیا گیا اور اگر لیا گیا ہے تو اس میں بنی کوئی راز ہے۔ یہ ذمہ داری کیوں لی گئی۔ اپنے محدود اختیارات کا استعمال کیوں کیا گیا۔ جمہوریت میں کوئی پارتی ایسا نہیں کر سکتی۔ کسی شخص کو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اس کے فز کے ممبرس اور حکومت عوام کے ٹرسٹی ہیں۔ وہ ان کے ضامن ہیں۔ ان پر ایک ایک پیسہ کی ذمہ داری ہے۔ جب آپ کے پاس برائے نام ہی سہی سیلائی کمیٹیز ہیں تو کیا آپ نے ان سے پوچھا۔ جیسا کہ پمفلٹ میں کہا گیا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ کرنوسکر واڈی چلے وہاں چودہ سو روپیہ میں انجن مل رہا ہے لیکن بازار میں انجن کی قیمت ۱۰۸۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ کمپنی کی دوسری ترکیبیں بھی ہیں۔ انجن کی قیمت میں جو اس کا ضروری سامان ہوتا ہے اس کے ساتھ جڑا ہوا آتا ہے لیکن یہاں کلنگ پمپ اور دوسرے بولٹس کمانڈے الگ چارجس لگائے جارہے ہیں یہ ایک فراڈ ہے۔ یہ ایک دھوکہ ہے۔ یہ تمام چیزیں نہ صرف جذباتی طریقہ پر یہاں رکھتا ہے بلکہ اس رزلوشن کو ہاؤز میں پیش کرنے کا یہ بھی منشاء ہے کہ آنریبل منسٹر ممکن ہے کہ ان چیزوں سے واقف نہوں اور باہر کے لوگ انہیں دھوکہ دے رہے ہوں۔

مجھے یہ پوچھنا ہے کہ ۸۰ فیصد انجنس کس علاقہ میں دئے گئے وہ اس علاقہ میں دئے گئے جہاں تقریباً ۲۰ ہزار تالاب ٹوٹے پڑے ہیں۔ یہ تلنگانہ کا علاقہ تھا۔ دھنواڑہ میں جہاں انجنس کی حقیقت میں ضرورت ہو سکتی ہے وہاں ہر تعلقہ میں سال میں صرف دو تین انجنس دئے جاتے ہیں۔ اور وہ بھی صرف اسی شخص کو ملتے ہیں جو مال دار ہے۔ اتنا مالدار کہ خود خرید سکتا ہے اگر ڈپارٹمنٹ سے دو ہزار تقاوی منظور ہوتی ہے تو حکومت کو نسا احسان جاتی ہے۔ کاشتکار کی زمین مکفول کی جاتی ہے۔ اس سے سواچہ فیصد سود لیا جاتا ہے، حصول تقاوی میں تقریباً دو سو روپیہ ہر کاشتکار کا خرچ ہوتا ہے اور اگر واقعی وقت پر، ضرورت کے وقت، قرضہ ملے تو اس سے فائدہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس میں فرق صرف اتنا ہے کہ ساہوکاروں کے پاس سے لینے کے بجائے گورنمنٹ سے قرض لیا جاتا ہے۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے اسپر آنریبل منسٹر منجید گمی سے غور کریں۔ کیونکہ اگر یہ اسکیم فیل ہو رہی ہے تو یہ انجن کا گناہ نہیں ہے بلکہ ان وجوہات کی بناء پر ہی فیل ہو رہی ہے۔ اب یہ کہ قرض دیکر مجبور کیا جاتا ہے کہ فلاں کمپنی ہی سے انجن خریدا جائے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ میٹر کمپنی کے انجن بوسیدہ ناکارہ اور فالتو ہوتے ہیں اس سے خراب کوئی انجن نہیں ہو سکتا۔ یہ ہلکے انجن جو ۸۰۰ کے ہیں کاشتکار کو ۱۳۸۰ میں خریدنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ مخصوص کمپنیوں ہی سے خریدنے پر آپ کیوں مصر ہیں۔ ان پر یہ کیوں لازم گردانا جاتا ہے۔ آپ یہ دلالی کیوں کرتے ہیں۔

کیوں صاحب۔ آپ اس مصیبت میں کیوں پڑتے ہیں۔ اگر انڈسٹریز کی ترقی سے متعلق غور کرنا ہے تو وہ انڈسٹریز ڈپارٹمنٹ کا کام ہے۔ وہ غور کریگا۔ محکمہ زراعت کو

تو یہ غور کرنا چاہئے کہ کسان ک زیادہ سے زیادہ فائدہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کم سے کم قیمت پر انجن کیسے مل سکتا ہے۔ کسان کو ۲۵ پرسنٹ کمی سے انجن دلانے کی کوشش کیجئے۔ آپ کسان کی بھلائی تو نہیں سوچتے بلکہ ٹائٹوں اور برلاؤں کی بھلائی سوچتے ہیں۔ کرلوسکر کے پروڈکشن کی سوچتے ہیں۔ اگر آپ ایک لاکھ ۲۵ ہزار روپیہ دے رہے تو کس تناسب سے دے رہے ہیں۔ اگر اگریکلچرل ڈپارٹمنٹ حقیقت میں ہمدردی رکھتا ہے تو ایسے لوگوں کو تقاوی دے جو حقیقت میں مستحق ہیں جنکے پاس پانچ پانچ چھ چھ ایکڑ کے ٹکڑے ہیں ان ہی لوگوں کو تقاوی دینا چاہئے۔ تقاوی رولس کیسے ہیں کیا ہیں اس سے تمام آنریبل ممبرس واقف ہیں۔ ان رولس کے لحاظ سے جو شخص حقیقی معنوں میں مستحق ہے اسکو قرضہ نہیں ملتا۔ اور میرے پاس اسکے کئی نظائر موجود ہیں کہ جو اشخاص ذات سے انجن خرید سکتے تھے صرف ان ہی کو قرضہ دیا گیا۔ میں اسوقت ان تمام تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا۔ سیلائی کمیٹی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اسکے ممبرس نامینیٹڈ ہیں منتخب ہو کر نہیں آئے ہیں اور ان ممبروں کا یہ حال ہے کہ انہوں نے دس دس پندرہ روپیہ لیکر تقاوی کی تصدیق کی۔ صداقت نامہ دیا۔ بھوکرن کمیٹی کے سلسلہ میں اس جانب توجہ دلائی گئی۔ عہدہ داران متعلقہ سے کہا گیا اجیٹیشن ہوا اور اخباروں میں بیانات آئے۔ میں نے خود بیان دیا۔ اگر یہ غلط ہے تو اخبار میرے منہ پر کیوں نہیں مارا جاتا۔ ایک دفعہ ہزار دفعہ اخبارات میں دیا جاتا ہے۔ لیکن کیا اسکی تحقیقات ہوتی ہے۔ کیا اسکا انسداد ہوتا ہے۔ یہ تمام چیزیں ہیں جنکے متعلق سیریلی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ یہی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن پر غور کیا جانا چاہئے۔ ہاؤز میں جب ان پر بحث ہوتی ہے تو اسکے انسداد کیلئے ضروری انتظامات بھی ہونا چاہئے۔ آج ہاؤز کے باہر بھی ان چیزوں پر بحث ہو رہی ہے اور ہاؤز میں بھی بحث ہو رہی ہے۔ آج ۴۰ لاکھ کا معاملہ کیا جا رہا ہے۔ اگر حکومت ہند نے دیسی کمپنیوں کے تحفظ کا، ہندوستانی کارخانوں اور انڈسٹریز سے معاملہ کیا ہے تو انڈسٹریز ڈپارٹمنٹ، گورنمنٹ آف انڈیا کو لکھ جاتا۔ اس کاروبار میں ڈیلرس سے ۲۵ پرسنٹ ڈسکونٹ کشتکار کو دلایا جاتا یا ممکن ہے کہ حکومت کو بھی ایجنسی لینے پر ۲۵ پرسنٹ ڈسکونٹ ملتا۔ ایسی پالیسی کیوں اختیار نہیں کی گئی۔

میں ایک چیز خاص طور پر ہاؤز کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ کیوں آئیل انجنس کیلئے تقاوی لونس بند کیا جانا چاہئے۔ مرہٹواڑہ میں پانی کی قلت کی وجہ سے زمین کا لیول دھنس گیا۔ کچھ ۶۰ فٹ تک نیچے ہو گیا۔ اور انجن ۶۰ فٹ تک پانی نہیں کھینچتے اس لئے مرہٹواڑی میں بھی چھوٹے تالاب بنا کر پانی کے لیول کو اوپر لایا جاسکتا ہے اور انجن زیادہ کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔ صرف انہیں تقسیم کرنیسے غلہ زیادہ اگڑا کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ انجن زیادہ تر تلنگانہ میں سیلائی کئے جاتے ہیں تو وہاں پر بھی بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ اس سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ حل

ہوتا ہے لیکن پراپرٹی حل نہیں ہوتا۔ میں یہ کہہوں گا کہ آپ دیکھئے تقاوی دینے سے انجن لگنے پر ان مقامات پر آبی اور تابی فصلوں میں اور پیداوار میں کس قدر اضافہ ہوا ہے۔ میں سنٹرل سپلائی کمیٹی کے سامنے دئے ہوئے اعداد ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں جو زمین تری کی زیر کاشت تھی وہی آج ہے۔ تری کے رقبہ میں کوئی اضافہ نہیں ہوا ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - میں آنریبل ممبر کی توجہ روں ۱۰۴ کی جانب مبذول کراتا ہوں۔

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ - بہر حال اس اسٹیٹمنٹ سے واضح ہوتا ہے کہ انجنس سپلائی ہونے کے بعد آبی اور تابی ایریاز میں کڑی اضافہ نہیں ہوا ہے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت انجنس سپلائی کرنے کی پالیسی کے بارے میں بنیادی طور پر سوچے اور کاشتکاروں کو نقد رقمی امداد دیکر انکی رہنمائی کرے۔ تاکہ وہ کم سے کم دام میں اچھے اور کارآمد انجنس خرید سکیں۔

**Dr. G. S. Melkote:* I am really surprised at the various speeches that have been made in the course of the debate on this Resolution.

I was wondering whether I should laugh or weep over what has taken place today in the House. I have to laugh, for the simple reasons that the Members of the Opposition, sitting on that side of the House, appear to me to be committing a number of mistakes ; and weep, obsessed by the thought as to what impression a perusal of the discussion today and the resolution both in its original and amended forms might create on the minds of the people outside. A twist has been given to the idea of the original resolution ; and whether that twist has properly been conveyed into the resolution as amended is not quite clear. If, on a perusal of the resolution in the light of the speeches made on the floor of the House, people outside should find that the amended Resolution does not convey the original meaning, do they not think lightly of their representatives of the Hyderabad State and is this not a matter for regret ?

The resolution is there. In its original form, it states that no taccavi loans should be given for pumping sets. Possibly, some members of the Opposition felt hurt and they moved the matter with their leaders. Who are they ? Members from Marathwada and Karnataka areas. Why ? For the

simple reason that there are no tanks in their areas. If no taccavi loan was given for the purchase of the pumping sets and if there are no tanks in the area, then where would this money go ? That is their apprehension. Naturally, a twist came into the meaning of the resolution—possibly. I have to state that it should not mean complete abandonment of pumping sets but that some sets may be purchased. The hon. Member who spoke last on the Resolution referred, by way of a charge against the Government to the way in which the sets have been purchased, etc. Whether all this idea is there contained in the Resolution as it now stands is a thing of which I am not quite sure and it is for the Members of the Opposition to say. With regard to the resolution itself and the various charges levelled I am confident the Minister in charge of Agriculture and Supply is competent enough to answer them at length.

But there were certain fundamental matters which were referred to incidentally, and I would try to answer some of them. First comes the question of water. Whether it is dry or wet cultivation, water is the most important requisite for all irrigation purposes. A person of the competence of Sri S. V. Ramamurthy told me, when I was touring with him, that if we give seeds of a better quality, that would give an increase in production by 10 per cent ; if we give better manure, it would give another increase of 20 per cent ; and if water is supplied, it would give an increase by 200 per cent. The importance of water thus becomes quite apparent, more so in a country like ours if we note that while better seeds give an increase of 10% and better manure 20%, better water gives 200% increase in production. Situated as we are with shortage of food-stuffs, the country has taken up a Five-Year Plan. Some Members seem to think 'Why not devote all this money for construction of tanks in the Telangana area' ? Well and good. Some others would suggest 'Why not spend all the money over the education of people for the next 15 years leaving every other thing'. Man cannot develop in a lopsided manner. Every sphere of our life, economic, political and social, has to be developed. If that is to be done, it is not merely Telangana, it is not merely irrigation projects of the type of Tungabhadra, it is not merely the construction of a few minor tanks, but it is a question of

getting water to each and every village, however remote it may be.

Under the scheme, different strata of society are to be benefitted. Not merely different strata of society, but every village, if possible, and every part of the country has got to be benefitted in some measure or other, so that the prosperity of the country increases as a whole. That is the point. If that ideal is to be attained, there are some people who argue that the whole system should be a centralised one and there should be a number of big dams like Tungabhadra. There is also another section of people who opposes this and say that the construction of Tungabhadra should not proceed and that it can be taken up, say, after 15 years. Both protagonists and antagonists are there. Their points of view are these : If we carry on with big projects like the Tungabhadra, it gives employment for about 15 to 20 thousand people for a considerably long period and at the end brings a large acreage under cultivation. But this, according to the other view, does not enthuse the people in the other areas. About 15 thousand people in different villages have to be uprooted; their standard of life increases when they go to towns and they find, when they go back, that their earning capacity is considerably reduced. So, if we want this Five Year Plan, why not take up all the irrigation tanks, about 25,000 in number, spread all over the State, which will give employment not only for 15 or 20 thousand, but to lakhs of people and benefit the whole State. That is the other view expressed. It is like the question whether small cottage industries should come first or the big industries.

All these aspects were considered at length by the Central Government. Government of India has given about 2 crores for this purpose and even if we are given another 40 lakhs of rupees, to that extent we will increase the sources of supply of water for the prosperity of the people. But if you say 'why not give more pumps to Marathwada ?' it is for the Minister concerned to answer. That is why possibly, Sir, I think, this change in the resolution has taken place. It, has changed from 'no pump' to 'some pumps' and from 'some' to '10 per cent—now there we are. The difference between you and me is only the question of issue. If that is the point, I fail to understand why this Resolution was brought in the House at all : and it is for this reason that I said at the outset that

I do not know whether I should laugh or weep over this resolution.

The next is the question of having a centralised or decentralised system. Members have discussed about modernism and medievalism. Members of the Opposition, I believe have no clear conception of modernism. What do we mean by 'modernism' ? I shall give you an instance. I was recently in Germany, and was taken to one of the biggest pharmaceutical firms there. I asked them to take me round. They said 'how long are you going to stay ? I said 'four hours'. They said, 'even if you stay here for forty days, you cannot see our manufacturing firm completely'. They took me in a lift, 200 feet high. It took me four hours to see two small sections. One was sulphuric acid section and the other section was devoted to penicillin manufacture. At the end of it, the manager came and asked me 'what did you see ?' I said 'it is all marvellous, very efficient and magnificent, because in the whole firm, there is nothing but machinery with only three people operating'. "What is your impression?" he asked. "What happens in your country is". I said "people are born to be fodder for war. So very few people will operate your machinery. But in my country, people live and we have got to work and find employment for them in factories. We are 360 millions in contrast with your small population. If possible, I will employ about 3,000 people in a firm like this in our country".

Well, if that has to be done, it does not mean that we have taken to bullocks or that we are simply going back to medievalism. When we speak of modernism, people on the other side are all modern, but if we speak in terms of 'medievalism', they begin to criticise us. This, as I said, is due to their not having any definite conception of what these terms indicate. What is machinery ? Everything that helps man in his individual self. For instance, needle is a machine ; it helps to sew ; it is useful to the individual. Similarly, a charka or a takli. They help man to produce more. Likewise, a cycle is a machine. While in England, I saw a tricycle in which the husband, wife and baby could comfortably go. I say machines of this type help individuals to prosper and this type of machinery is needed most, but not the other type which kills the individual self. By 'modern' or 'modernism' we mean,

machinery which does not deprive another man of his work. With regard to taccavi loans for purchase of engines, it is very difficult to feed the bullocks. Food is necessary for the cattle and the man, who, though takes only about 15 days' work from cattle, has to feed them for one year in order that they may live and be useful for work. The question of food-stuffs has far-reaching effect on the economy of our country. I suggested to some experts in England and I suggest to our people also here to manufacture a machine with a number of irons at ends which, when operated, will plough a greater area, thus saving the bullocks from strain and the man from providing fodder to them; and this contrivance should, at the same time be cheap. Machinery like cycles, charka, etc. are most welcome today in India. Machinery of the above type which helps the individual farmer and reduces his need for animals is most valuable and it is that type of machinery that we are trying to give by means of Taccavi loans all over the State. The comparison between 'modernism' and 'medievalism' made by some members of the Opposition makes no appeal to me. This is our conception of 'modernism'.

I entirely oppose the resolution as it stands. I hoped that the resolution might be given more life and I might be in a position to accept it because I do not say we have got every kind of knowledge. If Members of the Opposition could have thrown certain light in favour of this resolution, we could have accepted. But as it stands after the various modifications that have taken place, I personally feel and plead with the Members of the Opposition that they should rather withdraw the resolution than press for its being put to vote. Thank you, Sir.

* శ్రీ రామానందం (వానమకొండ) :-

స్పీకర్, సర్,

ఈ తీర్మానం రెండు పాయింట్లను క్లియర్ (Clear) గా తీసుకువస్తోంది. ఇతే...

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - آپ ایسی زبان میں تقریر کریں تو اچھا ہے جسکو زیادہ سے زیادہ ممبر سمجھ سکیں -

Shri S. Ramanadham : Mr. Speaker, Sir, This resolution brings before this House two points clearly. But unfortunately, Members on the other side are either trying to ignore these two points or trying to circumvent the whole thing in

what I should say—their own language. They get angry because we put before them what the man in the street thinks about these engines and the Finance Minister, when he is told that the country's money is not utilised properly and is diverted into channels, into which it ought not to have been diverted, does not know whether he has to weep or laugh. I am surprised at this.

This resolution brings two charges. No useful purpose is served if members on the other side get angry. They must answer the two charges that are brought up. One is the question of corruption and the other is that the money is not being properly utilised. It is said that the Minister concerned will reply to these. That is all right.

One other thing is whether the scheme itself is in the best interests of the grow-more-food campaign. We are accused of certain things. They are welcome to accuse us and it is for the people outside to believe it or not. I do not think the people will believe the sweeping charges that are levelled against us.

The whole thing is whether these oil engines which are being supplied are really being used for growing more food. Are they going to those people who are really anxious to grow more food or are they being black-marketed outside? The question is whether these engines are being supplied to those people who are capable of using them for growing more food. That question, they do not prefer to answer. They deliberately do not want to see that these oil engines are going into the hands of those people who do black-marketing with them. They do not see that these engines are going into the hands of those who can as well get hundreds of oil engines from outside. I do not want to enter into the spirit of the language of the resolution. The other side is more concerned with the language of the resolution and not its spirit. This resolution says that the method of giving the oil engines is not the proper method for growing more food. That is the spirit of the resolution. I wish that the Members on the other side calmly think about it. That is what I would like the Members to do who have spoken or who wish to speak on this resolution.

* شری لکشمی کوٹلہ - مسٹر اسپیکر سر - رزولوشن کو پیش کرتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس پارٹی کا پوری طرح سے بیان دیا ہو رہا ہے۔

لئے کافی ہیں۔ اصل میں رزولیوشن ایک ذمہ دار پارٹی کے ممبر کی طرف سے آیا ہے اس پارٹی کی بائسی کو کبیر کرتے ہوئے اس رزولیوشن کو پیش کیا گیا ہے جس میں آئیل انجنس کے خلاف نہا گیا ہے۔ پھر اس پارٹی کی جانب سے ایک ذمہ دار آنریبل ممبر نے جو اس پارٹی کے لیڈر بھی ہیں اسٹنڈنٹ پیش کیا ہے۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس پارٹی کے سامنے کوئی واضح اور صاف پالیسی زراعت کے تعلق سے آئیل انجن کے بارے میں نہیں ہے۔ یہی ایک چیز یورپ رزولیوشن کی مخالفت کرنے کیلئے کافی ہے۔ بہت سی باتیں اصولی طور پر پیش ہو سکتی ہیں لیکن خاص واقعات کو بطور مثال پیش کر کے کافی حملے کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اچھا ہوتا کہ اس ذمہ دار ہاؤز کے ذمہ دار ممبرس کی حیثیت سے واقعات کو پیش کرنیکی کوشش کیجاتی جنکو معقول جواب دیا جاسکتا تھا۔ ۲ لاکھ روپیہ دینے کی بات ایک آنریبل ممبر نے کہی ہے۔ یہ بے بنیاد واقعہ ہیں۔ آئیل انجنس کے تعلق سے جو واقعات بتائے گئے ہیں اور تیس چالیس ہزار روپیہ کا جو تذکرہ کیا گیا ہے وہ بالکل بے بنیاد اور غیر صحیح ہے۔ کہا گیا کہ اخبارات میں آرٹیکل آئے ہیں۔ آیا کریں۔ گورنمنٹ کے لئے یہ تو ممکن نہیں ہے کہ اخبار میں جو بیانی آرٹیکل آئے اوسکی تحقیقات کرائے، سی۔ آئی۔ ڈی یا کسی مشنری کو مقرر کردے اور اگر ایسا کیا جائے تو ایک بڑا ایڈمنسٹریشن بھی کافی نہیں ہوگا۔ صحیح واقعات تو معلوم کر کے غلط فہمی کو دور کرنا واقعی ایک صحیح طریقہ ہے لیکن ایسی حالت میں جبکہ خود کو صحیح حالات معلوم نہوں ”فلور آف دی ہاؤز“ میں لانا اور اس پر تقاریر کرنا میں سمجھتا ہوں کہ مناسب نہیں۔ اور اگر ایسا کیا جائے تو یہ کوئی اپنی خدمت نہیں ہے۔ آئیل انجن کے سلسلہ میں کیاش دینا چاہئے اسکی ترسم پیش کر کے تقاریر کی گئی ہیں۔ حالانکہ سابق میں سی۔ آر۔ گما ہے کہ آئیل انجن کی خریداری کے لئے دیباہ یعنی رقم بطور تقویٰ حاصل کر کے اس سے شادیاں نیگیں ہیں۔ اور یہ بھی کہہ گیا ہے کہ جھوٹے رسائڈ پیش کر کے رقومات حاصل کئے گئے ہیں۔ اس کے لئے بھی حکمت تو ہی ذمہ دار قرار دیا گیا حالانکہ یہ ایسی باتیں ہیں جن کے لئے سی۔ آئی۔ ڈی یا اور کوئی مشنری کا رکھنا بے سود ہے۔ بجائے رقم دینے کے اگر آئیل انجن دیکر انکو زرعی اراضیات پر قائم کیا جاسکتا ہے تو یہ ایک بہتر طریقہ ہے۔ کیاش کے بارے میں اگر بدعنوانیاں ہوتی ہیں تو انکو روکنے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟ اسکی ذمہ داری نئے لوگوں پر عائد ہوگی؟ اس طریقہ کار میں تبدیلی نیجا سکتی ہے یا سابقہ طریقہ ہی جاری رہا چاہئے؟ یہ ایسے مسائل ہیں کہ اس فلور پر بحث کر کے کوئی تصفیہ کیا جاسکے ان امور پر کافی غور و خوص کی ضرورت ہے۔ آئیل انجن کے لئے تقاوی رقم کی شکل میں دی جائے یا شئے کی شکل میں، ایک بنیادی حرثیت کا مسئلہ ہے۔ اس رزولیوشن یا ترمیم کے ذریعہ اس اہم مسئلہ کا تصفیہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مجھے ضرورت پیش آؤ کہ میں اس رزولیوشن اور ترمیم کی مخالفت کروں جو رزولیوشن پیش کیا گیا ہے اگر اس سے واقعی دیش کی کوئی بھلائی مقصود ہے تو خوشی کی بات ہے۔ لیکن محض اپوزیشن پارٹی کے ایک رکن کی جانب سے اس طرح کی قرارداد

مسٹر ڈپٹی اسپیکر میں سمجھتا ہوں کہ ڈسکشن ہر کافی وقت صرف ہوا ہے۔ اب
مسٹر صاحب جتنا وقت چاہتے ہوں وہ انہیں دینا ہوگا۔

شری. بی. کے. کورستکار:—سंबंधित मंत्रीके पश्चात मुझे भी कुछ कहना है।

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - ہاں - آپ کہہ سکتے ہیں -

مسٹر فارسیلائی اگر یکلاچر اینڈ بلاننگ (ڈاکٹر چٹاریڈی) - مسٹر اسپیکر -
جو مباحث ہوئے انہیں میں دلچسپی سے سنتا رہا - مجھے بڑی خوشی ہوئی - اچھا ہوا کہ
اس قسم کی بحث چھڑی اور کچھ واقعات ہاؤز کے علم میں آنے کا موقع مل گیا - یہی چیز
ڈیموکریٹک اصول کی روح ہے - جس ٹرپ کے ساتھ ہاؤز میں ان سوالات کو لایا گیا وہ
تعمیری نقطہ نظر سے ضروری ہیں اور میں اپوزیشن پارٹی کو مبارکباد دیتا ہوں اور ان
کے جذبات کی میرے دل میں قدر ہے - اگر یہی جذبات رہیں تو بڑی خوشی کی بات ہے -
لیکن میں کہوں گا کہ اس مسئلہ کو لانے کے اور بھی طریقے ہوسکتے تھے - پھر بھی مجھے
نہ کوئی شکایت ہے اور نہ کوئی عذر - افسوس بھی ہوتا ہے کہ ہاؤز کا پلیٹ فارم یعنی فلور
اسکے لئے استعمال کیا گیا ہے - میں آج صبح جبکہ ہماری پارٹی میٹنگ ہوئی اوس وقت موجود
تھا - وہاں میں نے اپنی معلومات کے تحت بتایا کہ آئیل انجنس اور بریچڈ ٹینکس کے
مسئلہ پر کس طرح سوچا جانا چاہئے - میں آئریل ممبرس آف دی اپوزیشن کو یہ یاد دلانا
چاہتا ہوں کہ گزشتہ سال میرے ڈیمانڈس پر ڈسکشن کے وقت شری گوپال راؤ ممبر آف
دی اپوزیشن نے بڑی خوبی کے ساتھ اس مسئلہ کو پیش کیا تھا - میں نے یہ سمجھا کہ
یہ اوس سلسلہ کی ایک کڑی ہے - انہوں نے اوس وقت اس کو کافی محنت سے ثابت کرنے کی
کوشش کی تھی - اوس وقت میں نے اس کا اعتراف کیا تھا کہ کافی محنت کے ساتھ فیکٹس
کو سامنے رکھتے ہوئے آئیل انجنوں اور بریچڈ ٹینکس سے متعلق انہوں نے اپنے
تجربہ کی بناء پر یہ بتانے کی کوشش کی تھی کہ دونوں میں سے تالابوں کو ترجیح
دینے کی ضرورت ہے - گواون کے آرگيومنٹ سے کچھ اختلاف تھا لیکن میں نے کہا تھا کہ
دونوں میں سے کسی ایک کے طے کرنے کے بجائے دونوں بھی لئے جاسکتے ہیں تو پھر
(اوس سائیڈ کے آئریل ممبر کو ان دونوں میں سے کسی پر اصرار ہے تو جس ایریا میں
ضرورت ہوگی وہاں کے متعلق رویہ فراہم کرسکتے ہیں -) اپوزیشن کے ممبر کو
اعتراض نہ ہونا چاہئے - یہ مجھے یاد پڑتا ہے - اوس وقت میں نے ہاؤز کے دوسرے
ممبروں کو یہ بھی یاد دلایا تھا کہ حیدرآباد میں مائٹر اریگیشن کے ریمپس کے سلسلہ
میں کام ہو رہا ہے اس وقت اسکے لئے پیسوں کی کمی نہیں ہے اس لئے جو بھی کہا جا رہا
ہے وہ غلط فہمی پر مبنی ہے - بحیوربات تھے - جس رفتار سے کام ہو رہا تھا میں پوری
ذمہ داری سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اوس سے مجھے بھی تشفی نہیں ہے - میرا خیال تھا کہ
اور بھی تیزی سے کام ہونا چاہئے - چنانچہ پی - ڈبلیو - ڈی اس کی کوشش کر رہا
تھا - گزشتہ سال گورنمنٹ آف انڈیا کی جانب سے ہم کو پیسے ملے تھے اسکے پہلے بیٹ

میں گنجائش کی کمی - اسٹاف کی کمی، سروے کرنے والوں اور انجینئروں کی کمی یہ سب باتیں تھیں - ایک چیز اور بھی تھی - جو باگیری علاقے تھے اون کو حکومت حیدرآباد یا پی - ڈبلیو - ڈی سے کوئی سبندہ نہیں تھا چنانچہ جیسا کہ آنریبل ممبرس کو معلوم ہے جاگیری علاقوں کے ٹینکس اور تالابوں کی کیا حالت تھی - ان ہی مشکلات کی وجہ سے بریجڈ ٹینکس کی تعداد بڑھ گئی اور ہمارے سروے کرنے والوں کے اسٹاف سے کام نہیں ہو سکا - گزشتہ سال محبوب نگر میں بھی فلوڈس (Floods) کی وجہ سے بارہ سو سے زائد تالاب شکست ہو گئے تھے - چھ سات سو تالابوں کی تعمیر کے بعد بھی مزید تعداد تالابوں کی رہ گئی - جسکے متعلق پی - ڈبلیو - ڈی نے بتلایا کہ (۳۰) لاکھ روپیوں کی ضرورت ہوگی - جسکے لئے گورنمنٹ آف انڈیا سے رقم ملی - اسوقت سنٹر کے Food and Agriculture منسٹر شری رفیع صاحب یہاں تشریف لائے تھے اور لون پر اس رقم کو منظور فرمایا تھا اسکے علاوہ اور بھی تالاب ریپرنگ کے تھے - اوسکے لئے (۳۵) لاکھ کی رقم ملی اور اس سال (۶۵) لاکھ کی رقم موازنہ میں موجود ہے - لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کام کی رفتار سے خود پی - ڈبلیو - ڈی کے منسٹر اور چیف منسٹر کو بھی تشفی نہیں ہے - اس لئے پورا سسٹم جانے کے لئے وقت لگے اور سروے پارٹی کے اسٹاف کو بڑھانے - انجینئروں کو فراہم کرنے اور گتہ داروں کے بجائے خود گڈ والوں کو کچھ کام سپرد کر دینے کے متعلق طے کیا گیا - مجھے جو معلومات ہیں اونکی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ اب ہمارے آفیسر تیزی کے ساتھ کام کر سکتے ہیں -

جس وقت ان آنریبل ممبر نے جنہوں نے ریزولوشن پیش کیا تقریر شروع کی تو مجھے ایک دم تعجب سا ہوا - پریشانی تو نہیں ہوئی - اسکے برخلاف میں نے اس کو غنیمت سمجھا کہ مجھے اس پر کہنے کا موقع ملا - اور میں اپنے معلومات کی بنا پر کافی ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ جو کام میرے ڈپارٹمنٹ نے کیا اوسکی ذمہ داری مجھ پر ہے - اور اس کا مجھے وشواس ہے کہ نہ صرف ادھر کے آنریبل ممبروں کا بلکہ اپوزیشن کے ممبروں کا بھی سپورٹ اور انڈارس منٹ (Support & Endorsement) مجھے مل جائیگا - گزشتہ ہفتہ اس ہاؤز کے ایک آنریبل ممبر فرام ملگ (From Mulug) شری جی - ہمنٹ راؤ نے اس سلسلہ کا ایک سوال کیا تھا اور اس سلسلہ میں بیچنی سے سوالات آتے رہے - چنانچہ ۱۰ - اکٹوبر کو بھی ایک سوال آنے والا ہے - بازار میں - ٹرام میں - ٹرین میں - رکشا میں لوگ کیا کیا باتیں کرتے ہیں یہ مجھے معلوم نہیں کیونکہ میں اسکا دعویٰ تر نہیں کرتا کہ پبلک سے اس طرح کا سبندہ رکھنے والا ہوں - ممکن ہے وہ لوگ دعویٰ کریں - ۱۰ - اکٹوبر کو جب سوال آئیگا تو میں نے سوچا کہ جواب دوںگا - لیکن اوس وقت بھی شائد مجھے ہاؤز میں اس مسئلہ کو صاف کرنے کا موقع نہ ملے - اسی لئے میں اسی موقع کو غنیمت سمجھتا ہوں - مجھے اس کی شکایت نہیں کہ آئیل انجنس کے مسئلہ کو غلط ڈھنگ میں پیش کیا گیا - اور جو ترمیم آئی ہے اوسکے تکنیکل باتوں کو بھی میں اہمیت نہیں دیتا - اس ریزولوشن میں اس پر اصرار اور زور نہیں دیا گیا کہ آئیل انجنس

زیادہ کام کر رہے ہیں یا نہیں۔ تلنگانہ میں اور دوسرے حصوں میں جو آئیل انجنس تقسیم کئے گئے ہیں وہ صحیح طور پر استعمال کئے گئے ہیں یا نہیں۔ تالابوں کے سلسلہ میں اگریکلچرل ڈپارٹمنٹ کی جانب سے جو کام ہو رہا ہے اوسکے متعلق میں مکمل جواب دوں گا اور کافی تفصیل سے عرض کروں گا اور اگر یہ بحث آئندہ بھی جاری رہے تو اوس دن بھی میں عرض کروں گا۔ اصل چیز جس پر ایوزیشن کے اور اسطرف کے ممبروں کو اثر لیکر اور کافی ذمہ داری سے سوچنا ہے وہ آئیل انجنس کی تقسیم کے سلسلہ میں ہے۔ میں اس ڈپارٹمنٹ کا منسٹر ہونے کے سبب اگریکلچرل ڈپارٹمنٹ کی آئیل انجنس تقسیم کرنے کی پالیسی کے متعلق تفصیلات بتاؤں گا۔ ایک بنیادی سوال یہ ہے کہ انڈین مینوفیکچرڈ آئیل انجنس لینا چاہئے یا نہیں۔ بہت سے لوگوں نے یہ کہا کہ حکومت کیوں اسکا ٹھیکہ لینا چاہتی ہے۔ کیوں اس کے متعلق پریشان ہے۔ اس سلسلہ میں جو شبہ اوس طرف کے آئیل ممبروں نے استعمال کئے وہ شائد کسی غلط فہمی کی وجہ سے استعمال کئے گئے ہونگے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب میں وزارت میں آ رہا تھا (ورنہ مجھے ان کے انھیرنٹ ڈیو کریٹک احساسات پر وشواس ہے۔ اور میں کم از کم ذمہ داری کے ساتھ یہ کہوں گا تو میں ایسی مرضی سے اس پورٹ فولیو (Portfolio) کو چنا۔ حیدر آباد کی جو پرستھی تھی اسمیں مصیبتوں اور پریشانیوں کا مقابلہ کرنا تھا اور میں اس کام کو کامیابی سے کرنے کی غرض سے اپنے (Career) کو (Stake) کرنے کے لئے بھی تیار ہو گیا تھا۔ اس وقت مجھے اس کا وشواس تھا اور اب بھی ہے اور رہیگا کہ میری طاقت اور میری مدد کیئے اسمبلی کے ساتھیوں کے اندر کی (Inherent democratic spirit) کام آئیگی۔ اس سلسلے میں میں انھرنٹ ڈیو کریسی کے الفاظ میں ایوزیشن کے ممبروں کو بھی شامل کر کے کہہ رہا ہوں۔ یہ سوال کیا گیا ہے کہ کیوں اس سال ہندوستانی مینوفیکچرڈ انجنوں کا ٹھیکہ لیا گیا ہے۔ سوال تو یہ ہونا تھا کہ گزشتہ سال سے ہی یہ پالیسی کو کیوں نہیں عمل میں لایا گیا۔ دراصل یہ میری کمزوری تھی کہ گزشتہ سال ہم نے اس کی ذمہ داری نہیں لی۔ انڈین مینوفیکچر کے انجنس کو پیٹرونائز (Patronise) کرنے کی ضرورت اس وقت کیوں پیش ہوئی۔ انٹرنیشنل افرس (International affairs) یا انٹرنیشنل اکنامک افرس (International Economic affairs) پراسٹیک گورنمنٹ کی اسمبلیوں میں سوال شائد نہیں آتا لیکن سنٹرل گورنمنٹ کو ڈالر اکسچینج (Dollar Exchange) یا سپورٹ اینڈ اکسپورٹ رستریکشنس (Import & Export Restrictions) کے مسئلوں پر سوچنا پڑتا ہے کہ ان باتوں کو کب جائز رکھیں اور کب جائز نہ رکھیں۔ ان تمام تفصیلات پر غور کر کے سنٹرل گورنمنٹ کے طرف سے یہ قدم اٹھایا گیا۔ یہ قدم صحیح تھا یا غلط اسکی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اس پر پارلیمنٹ کے ارکان اور کامرس انٹرنریز منسٹر بحث کریں گے لیکن سنٹرل گورنمنٹ کی پالیسی کی سپورٹ ان ڈائرکٹ طریقہ سے ہم کرتے ہیں۔ انڈین مینوفیکچررس کو سپورٹ کرنے کے متعلق دو رائیں ہو سکتی ہیں اسکو میں تھوڑی دیر کے لئے مان لیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی ساتھ اگر (Manufacturers) سے راست گورنمنٹ اس

سلسلے میں معاملہ کرے تو بیچارے Dealers کا کیا حشر ہوگا۔ اور پھر ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ اگر ایسا ہو تو فارین انجنس کے ڈیلروں کا کیا ہوگا۔ میں کہوں گا کہ عبوری دور میں ایسے سوالات اٹھ سکتے ہیں۔ مثلاً اگر برٹین ریفرس بل کے اچھے اور برے ہونے کی بحث میں اسوقت میں نہیں جاتا مگر بل کے پاس ہونے کے بعد باتیں مان لی جائیں تو بہت سے لوگ یہ کہیں گے کہ ہمارے پاس ٹریکٹرس وغیرہ رکھے ہوئے ہیں۔ آئرن پلووز (Iron Ploughs) رکھے ہوئے ہیں لیکن آپ نے ہماری زمین لیکر بے دخل کر دیا ہے ہم کو پریشان کر دیا ہے اور ہماری روزی کو ختم کیا۔ اوس وقت کیا کہا جاتا۔ آنریبل ممبرس کو بڑی سنجیدگی سے اس پر سوچنا ہے۔ اسی طرح فارین انجنس سے متعلق ڈیل کرنے والے ڈیلرس حیدر آباد اور سکندر آباد شہروں میں رہنے والے خود کو ان حالات میں تقاوی کی تقسیم میں (Eliminate) پاکر ظاہر ہے پریشان ہو کر بے چین ہو کر اور شہروں میں رہ کر اثرات رکھنے کی وجہ سے اس قسم کے ماحول کافی آسانی سے پیدا کرتے ہیں۔ گزشتہ سال یہ مسئلہ میرے سامنے آیا تھا گو میرے چارج لینے تک اسکا تصفیہ ہو چکا تھا کہ کتنے انجنس کہاں کہاں دئے جائیں۔ ڈپارٹمنٹ کے لوگوں کے مشورہ سے، حیدر آباد اسٹیٹ میکینیکل انجنیر کے مشورہ سے اگر ہیکلچر ڈپارٹمنٹ کے انجنیر کے مشورہ سے اور گزشتہ سالوں کے تجربہ کی روشنی میں ہم نے ہالسی بنانے کے لئے کا نفرنس بلائی۔ اس میں انجن ڈیلرس کے رپریزنٹٹیوز سے بات چیت کر کے یہ ایوالو (Evolve) کیا گیا اور وہ یہ تھا کہ ایک کاشتکار کو پیسہ دیکر ان دوکانداروں کے پاس جا کر دھندہ کرنے اور پریشان ہونے کیلئے نہ چھوڑا جائے۔ قیمتیں کم زیادہ ہوتی ہیں اور اس سے بڑھ کر کوالٹی کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ ممکن ہے کہ کچھ لوگ ہریجنوس ہو کر اس مسئلہ کی اہمیت پر غور نہ کریں لیکن میں یہ سوچنے کی درخواست کروں گا کہ ایک کیبل پوش کاشتکار کو، ایک اگر ہیکلچرسٹ کو جو پڑھا لکھا نہیں ہوتا اسے دیکھ کر بازار میں اسکو ٹھکنے کی کس طرح کوشش کی جائیگی۔ اسپر بھی غور کرنی ضرورت ہے کہ بازار میں کس کس قسم کے انجنس آئے ہوئے ہیں اور ان انجنس کو خرید لینے سے کیا کیا مشکلات پیدا ہونگی جنکے بعد میں اسپیر پارٹس (Spare parts) نہیں مل سکتے۔ میں ہاؤز کو یہ یاد دلاؤں گا کہ نارائن پیٹھ کے آنریبل ممبر نے یہ سوال ہاؤز میں کیا تھا کہ وہاں ایک ٹراکٹر ایک سال سے بیکار پڑا ہے۔ اسپر میں نے ڈپارٹمنٹ کے طرف سے مداخلت کی حالانکہ یہ ڈپارٹمنٹ کی ذمہ داری سے نہیں دیا گیا۔ ایسے ٹراکٹرس وہ لوگ دیتے ہیں جو دو روز کیلئے دوکان کھولتے ہیں اور ایک ٹراکٹر پر ہزار دہڑہ ہزار کھاتے ہیں اسکے بعد اگر دوکان بند ہو جائے تو انہیں اسکی کوئی فکر نہیں ملنے ڈپارٹمنٹ نے یہ پیارنٹل کیئر (Parental Care) لیا۔ یہ کہا گیا ہے کہ آپ ذمہ دار ہیں۔ یہ ذمہ داری آپ ہی نے مجھے سونپی ہے اور میں اسکا احترام کرتے ہوئے ہی یہ ہارنکل کچر میں نے لیا ہے۔ اور اسی لئے میں نے گزشتہ سال ہی خریدے جانے والے ہارنکل کے (Makes) مقرر کر دیئے۔ اس سال ایک قدم آگے بڑھے اور ہماری خریدی کو صرف ہارنکل

انجنوں کی حد تک محدود کیا گیا ہے۔ گزشتہ ہفتہ میں ایک سوال کے جواب میں میں نے اس مراسلہ کا حوالہ تک دیا جو ۲۳۔ مئی کا تھا جس کی رو سے سنٹرل گورنمنٹ نے ۲ ہارس پاور کے اندر کے آئیل انجنس کی باہر سے درآمد کو روکا ہے۔ تو ہم نے دنیا بھر کے انجن لینے کے بجائے صرف انڈین انجن ہی لینا طے کیا۔ اس پر کچھ لوگ میرے پاس آئے اور کہا کہ قیمت نقد دینے کی ضرورت نہیں صرف ڈپارٹمنٹ ذمہ داری لے کے کاشتکار سے اقساط وصول کر کے دینگے۔ میں نے اس بات کو قبول نہیں کیا حالانکہ بہار اور بنگال میں ایسا نہیں ہوتا ہے۔ وہاں پوری قیمت ادا کر کے انجن خرید کر دئے جاتے ہیں۔ آج بھی شائد ایک آئریبل دوست نے کہا کہ میں انکے ساتھ بمبئی چلوں۔ میں چلونگا یا جو کچھ بھی ہوگا وہ بعد میں ہوگا وہاں کے اگر کیکلچرل ڈپارٹمنٹ کی رپورٹ موجود ہے۔ اس رپورٹ کی موجودگی کے باوجود بھی اگر انہیں یقین نہ آئے تو میں مجبور ہوں۔ اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ بمبئی گورنمنٹ نے گزشتہ سال کرلوسکر انجنس چار سو سے زائد اس غرض کے لئے خریدے تھے۔ انہوں نے خود یہ انجن خریدے ہیں اور آج انکے پاس تقریباً دس لاکھ کے انجنس انکے گودام میں ہیں۔ میں نے اس چیز کو دیکھا ہے لیکن حیدر آباد کے کاشتکاروں کیلئے جو پچاس فیصد نقد اور پچاس فیصد انسٹالمنٹ کا آفر تھا میں نے یہ کہہ کر قبول نہ کیا کہ ہم کاشتکاروں کو مجبور نہیں کرتے کہ وہ فلاں انجن ہی خریدیں۔ دوسرے انجنس نہ خریدیں۔ ہم نہیں کہتے کہ صرف یہی انجن لو۔ بچے ہوئے انجنوں کی قیمت کی ادا شدہ رقم سود کے ساتھ واپس مل جائیگی۔

اور بھی تفصیلات ہیں جنکا عرض کیا جانا ضروری ہے لیکن سب سے اہم قیمت کی بات ہے اور وہ بھی کرلوسکر انجنس کی قیمتوں سے متعلق۔ اتفاق ہے اگر کسی اور انجن کی قیمت کے بارے میں اعتراض کیا جاتا تو یہ میرے لئے بڑی مشکل کا باعث ہوتا اور میں اسوقت ہاؤز کو دوسری جگہوں بمبئی گورنمنٹ وغیرہ سے معلومات حاصل کر کے یقین دلانے کے موقع میں نہ ہوتا۔ خوش قسمتی ہے کہ کرلوسکر انجنس کے بارے میں ہی اعتراض کیا گیا ہے۔ بمبئی گورنمنٹ نے گزشتہ سال یہی انجنس خریدے ہیں اور ہم نے بمبئی گورنمنٹ سے یہ چیز لکھ کر دریافت کی تھی۔ اور ویسے بھی آئریبل ممبر جنہوں نے پمفلٹ کا حوالہ دیا ہے انہیں اور ہاؤز کو میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ وینکیشور راؤ صاحب جو آئیل انجن ڈیلرس اسوسی ایشن کے سکریٹری ہیں ان ہی کی دوکان کی یہ رسید ہے جسے میں آئریبل اسپیکر صاحب کی اجازت سے ٹیبل پر رکھنا چاہتا ہوں۔ سکندر آباد کے دوکاندار وینکیشور راؤ صاحب اس قسم کا پمفلٹ اس وجہ سے نکالے کہ وہ اپنے انجن نہ بیچ سکے تو انہیں بڑی تکلیف ہوئی۔ اسلئے انہوں نے بہت گڑبڑ مچائی۔ ان کی دوکان سے اسی انجن کو ماہ دسمبر سنہ ۵۶ ع میں سری کندی سربواس راؤ صاحب کو بیچا گیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ دسمبر زیادہ دور نہیں ہے۔

اس وقت ایک فائل بھی میرے پاس ہے اسکا نمبر بھی میں ہاؤز کو بتلاتا ہوں۔ نمبر یہ ہے۔
Medak district File No. ENG/1/1, dated 28-2-1951 for the
year 1952-53.

کندی سری نواس راؤ صاحب جو ایک ذمہ دار شخص ہیں جو آج حیدر آباد میں گاندھی میموریل
ٹرسٹ فنڈ کے سکریٹری ہیں اور پارلیمنٹ کی سیٹ کیلئے الکشن میں کھڑے ہوئے تھے ایک
اچھے ایڈووکیٹ ہیں۔ اور کئی سالوں کے کانگریسی ہیں اس رسید پر انکی اور خود ویکٹیشور
راؤ صاحب کے دستخط ہیں تقاوی کے تقسیم میں یہ طریقہ ہوتا ہے جیسا کہ اس بازو
کے آنریبل ممبر س شری گوپال راؤ صاحب اور جی۔ ہنمنت راؤ صاحب جانتے ہیں کہ دوکاندار
کی رسید محکمہ زراعت میں داخل ہونا ضروری ہوتا ہے محکمہ سے رقم کے ارسال کیلئے
اور گورنمنٹ اس نئے طریقہ میں اس انجن کو ۹۲۸ روپیہ کددار قیمت طے کیا ہے۔
میں سمجھتا ہوں کددار اور حالی کے باوجود بھی اس کے ماننے میں کہ (۱۴۰۰) حالی کے
مقابلہ میں ۹۲۸ کددار زیادہ نہیں ہے۔ کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ
ایک جاہل۔ کمبل پوش کا معاملہ ہوتا تو اس پر یقین نہ کیا جاتا۔ یہ سب کاغذات اور
انجن دینے سے متعلق رسید میں آنریبل اسپیکر کی اجازت سے ہاؤز کے ٹیبل پر رکھتا ہوں۔
کرلو سکر پیٹر انجن کی قیمت ۱۴۰۰ روپیہ حالی ہے۔ اس میں سنٹریفوگل پمپ۔ فٹ والو
وغیرہ الگ ہیں اور الگ طور پر چارج کئے گئے ہیں۔ میں ان ڈیٹیلز میں جانا نہیں
چاہتا کیونکہ میں اسکو ہاؤز کے ٹیبل پر رکھنا چاہتا ہوں۔ یہاں سنٹریفوگل پمپ۔
فٹ والو اور بلٹنگ ان سب کی علیحدہ علیحدہ قیمت بھی بتلائی گئی ہے۔ اسطرح ہانچ ہارس
پاور کرلو سکر پیٹر انجن کی قیمت چودہ سو روپیہ حالی ہے اور گورنمنٹ نے اس نئے طریقہ میں
اس انجن کی قیمت کو ۹۲۸ روپیہ کددار طے کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کددار اور حالی کے
باوجود بھی اسکے ماننے میں کہ ۱۴۰۰ حالی کے مقابلہ میں ۹۲۸ کددار زیادہ نہیں ہیں۔
کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ پورے اکسپریز ملا کر بل میں جملہ قیمت ۲۴۰۰
روپیہ حالی ہے۔ اسکے مقابلہ میں اس نئے معاملہ میں جملہ ۱۴۸۰ کددار ہے۔ بمبئی گورنمنٹ
نے گزشتہ سال ۹۸۶ روپیے صرف انجن کی قیمت دی ہے۔ اتنا ہی نہیں یہ بھی بتایا ہے کہ
قیمت کے معاملہ میں میرے پاس اگرینٹ بھی ہے جس میں انہوں نے یہ لکھا ہے

“We give you our assurance that no party will be able
to offer you the Pump Sets fitted with Series I Engines and
sell to you with the conditions of service and delayed payment
at a price lower than that quoted by us. Of course it is not
possible to control a stray sale here or there but our assurance
is for a responsible party offering you a minimum of at least
50 sets” (vide letter GA/G3/227, dated June 1st, 1953 from
Gunti & Co.).

مطلب یہ ہے کہ گورنمنٹ آف بمبئی نے ۹۸۶ روپیہ پوری رقم الوانس دیکر خریدا ہے اور ہم
۹۲۸ روپیہ دیتے ہیں اور ہمارے شرائط یہ کہ صرف ۵۰ فیصد نقد دیتے اور باقی رقم دو سال

کے بعد کاشتکاروں سے وصول کر کے اقساط میں دیتے ہیں۔ اسکے بعد انہوں نے یہ لکھا ہے۔

Our assurance is for a responsible party offering you a minimum of at least 50 sets.

اسلئے میں ہاؤز کے سامنے چیلنج نہیں استدعا کرتا ہوں اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس پر غور کرے۔ اگر اسکے باوجود بھی یہ کہا جاتا ہے کہ کرلوسکر انجن بوسیدہ ہے۔ خراب ہے تو میں یہ کہہونگا کہ آئرن اینڈ اسٹیل انڈسٹریز میں انکا ریپوٹیشن ہے۔ میں یہ کہنے کیلئے تیار ہوں کہ وہ

The Pioneer Industrialist in Agriculture Engineering.

اور یہ چیز سروسیشور ایرنے کرلوسکر کی نسبت مہاراشٹرا چمبر آف کامرس کے ایک جلسہ میں (گزشتہ ماہ میں ہی شری کرلوسکر تقریباً ۸۲ سال کے عمر کے) جو انہیں سپاسنامہ عطا کرنے کے سلسلہ میں ہوا تھا فرمائی ہے۔ آج کرلوسکر کے انجنس۔ انکے شوگر کرشرس اور انکے (Iron ploughs) وغیرہ کئی سالوں سے موجود ہیں۔ میں ان تفصیلات میں جا کر ہاؤز کا وقت لینا نہیں چاہتا۔ لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نہ صرف ہاؤز میں بلکہ ہاؤز کے باہر سڑکوں پر۔ چوراہوں پر بس میں اور رکشاؤں میں ساری دنیا کے سامنے صرف ایک طرف کے اور غلط سلط معلومات کی بناء پر ایسی باتیں کرنے سے کچھ حاصل نہیں۔ اس سے ڈیموکریسی کو نقصان پہنچے گا۔

آگے بڑھ کر ایک دوست نے یہ بتلایا کہ اگر اس درمیان میں قیمتیں کم ہوجائیں تو؟ اگر یکلچر ڈپارٹمنٹ جسکی ذمہ داری مجھ پر ہے اور جسکے لئے میں انڈیویوولی چیف منسٹر کے پاس ذمہ دار ہوں مگر اس Augustus ہاؤز کے سامنے بھی میں خود کو ذمہ دار سمجھتا ہوں۔ گو مجھے چیف منسٹر (Cabinet) میں نامزد کئے مگر انکو قبولتے وقت پورے ہاؤز نے (backing) کی۔ اس میں (Opposition) بھی شامل ہے۔ اور انکے اندر کی (Inherent democratic spirit) پر میرا وشواس تھا۔ (Agreement) میں قیمتوں کے سلسلہ میں انہوں نے یہ اشورنس دیا ہے۔ Agreement میں یہ لکھا ہوا ہے۔

“Our Principals are prepared to give an assurance that if during the period of the contract the price of the pump set is reduced, this reduction in price will be passed on to you”. (vide letter GA/G3/227 of 1-6-53 from Gunti & Co.).

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ سب کیا ہے۔ ہمارے پاس ڈاکومنٹری ایویڈنس ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ ایسی باتیں کہی گئیں۔ اب وہ دوکان بند کر کے کرنول چلے گئے ہیں۔ اسوقت اس کمپنی کے بے ترتیبیوں کے سلسلہ میں کارروائی ہے مگر میں عمداً فوری کوئی (Action) نہیں لیا اور اس کارروائی کو ویسا ہی رکھا اسلئے کہ ان حالات میں آسانی سے یہ غلط فہمی پیدا کیجاسکتی ہے کہ میں (Vengeance) کی غرض

سے یہ کیا ہوں۔ محض اسلئے کہ لوگ بغیر کسی غلطی کے بھی بریجورڈسڈ ہو سکتے ہیں۔ ایک اور چیز کہوں گا کہ راؤ انجینئرنگ کمپنی کے ماہانہ بروکار ما رپورٹ ماہ ڈسمبر سنہ ۵۲ء کی قابل غور ہے) میری مثل کا بیچ ۱۸ ہے اسکی کپی کرنے کے بعد اسپیکر صاحب کی اجازت سے ہاؤس کے ٹیبل پر رکھوں گا۔

RAO ENGINEERING CO.

Proforma showing the ruling prices and the stock position of the different makes of oil engines for the month of December, 1952.

Make	H. P. Stock on hand Price per engine		
B. G. Sanders engine	6½/8H.P.	Ten	O.S. Rs. 2,400/-
Kirloskar Petter	5 H.P.	one	O.S. Rs. 1,400/-

(Vide page 18 of File No. ENG/1/1, dated 28-2-1951 for the year 1952-53, relating to Medak district).

اس پر بھی میں نے اکتفا نہیں کیا۔ میں سمجھتا تھا کہ ایسی چیز ہو سکتی ہے۔ میں نے بمبئی گورنمنٹ کو ریفر کیا۔ بمبئی گورنمنٹ نے اسکی قیمت ۹۸۶ روپیہ بتلائی ہے۔ وہ پوری ذمہ داری لیتے ہیں اور ہم صرف ۰ فیصد رقم کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ بعد میں بجے ہوئے انجن مینوفیکچرر کو واپس ہوں تو پوری رقم واپس لیتے اور اس پر سوا چھ فیصد سود لیتے ہیں۔ بینک میں پیسہ رہے تو شرائط فنانس منسٹر صاحب بتلا سکیں گے کہ اتنا سود نہیں ملتا۔ ریونیو ڈپارٹمنٹ کلکٹنگ ڈپارٹمنٹ ہے۔ فنانس ڈپارٹمنٹ ایک بے انگ ڈپارٹمنٹ اور اگریکلچرل ڈپارٹمنٹ ایک آرگنائزنگ ڈپارٹمنٹ ہے ان تینوں ڈپارٹمنٹس کے Secretaries اور آفیسرس سے مشورہ لیکر یہ کیا گیا۔ اسکے لئے تو آپ مجھے براہتہ چاہئے تھا۔ اتنے کم پیسوں میں (صرف بیس لاکھ) میں میں یہ سب انتظام آپکی دعا سے کما ہب طور پر کروں تو آپ کو اس پر فخر کرنا چاہئے تھا۔ میں اس سیکالوجی (Psychology) سے کلم لیا ہوں کہ جوار وغیرہ کی تقسیم کے سلسلہ میں ۰ تھیلے مانگے جاتے تو میں کہا کرتا تھا کہ کیا ۰ تھیلے مانگ رہے ہو۔ لو ۱۰۰ تھیلے لو اور لوگوں کو دو۔ میں کل ہی رات میں ایک بجے جنگلوں سے واپس آیا ہوں۔ وہاں مجھ سے یہ کہا گیا کہ ہارے پاس ۲ انجن کی اور ضرورت ہے۔ میں نے کہا کیا ۲ انجن ہو چھتے ہو ۳۰۔۴۰۔۵۰ کیوں نہیں ہو چھتے۔ آج صبح مرھٹواڑہ کے چند دوستوں نے بھی یہ کہا ہے۔ گزشتہ سال کے مقابلہ میں تین گنا زیادہ ہیں۔ لیکن اسکے باوجود بھی آپ ڈیمانڈ کرتے ہیں تو ہم آپکا ڈیمانڈ پورا کریں گے۔ ٹنرکش میں دینے کے بعد جو انجن بچتے ہیں وہ دیکھ گئے ہیں۔ اور تقریباً دوسو انجن سنٹر کے پاس ریزرو میں ہیں۔ ممکن ہے کہ میں چند چیزیں بچاؤں ہوں اور میں یہ سمجھتا تھا کہ آپ مجھے سکھائیں گے کسی - Manufacturer

یا ڈیلریا سے ڈپارٹمنٹ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان سے ڈائریکٹ کنٹراکٹ نہیں کیا گیا ہے dealer وینکٹیشور راؤ صاحب ہوں یا کوئی اور (Manufacturer) کے ساتھ ہمارا جو agreement ہے اس کے اندر ہی کام کرنا پڑیگا مجھے افسوس ہے کہ میں انکی کوئی مدد نہیں کر سکیں

With malice towards none and with good feeling for all.

کے اصول پر کام کرنے کی کوشش کرتا ہوں ممکن ہے اس میں مجھے زیادہ کامیابی نہ ہوئی ہو مجھے خوشی ہوتی اگر میں انکی مدد کر سکتا۔ کرنول میں مدد کر سکتا ہوں تو کرونگ۔ انکا پمفلٹ (Department) کے پاس ہے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں انہیں دشمن نہیں سمجھتا۔ یہ بدقسمتی ہے کہ بعض مڈل میں جیسا کہ زمین کے معاملہ میں لینڈ لارڈس ہوتے ہیں گالیاں دیکر جاتے ہیں۔ انہیں سننا ہی پڑتا ہے۔ لیکن وہ پولیٹیکل اشیو نہیں بنی چاہئے۔ میں نے کئی لوگوں سے کہا ہے کہ میرے والد منسٹر نہیں تھے میرے دادا منسٹر نہیں تھے۔ میں ہوں تو میں بھی جانیوالا ہوں مجھے اسکی فکر نہیں ہے کہ اگر منسٹری نہ رہے تو کیا ہوگا۔ یہ اسکندل مانگرنگ (Scandal mongering) ہے۔ وینکٹیشور راؤ صاحب نے جو (Fantastic and imaginary) فیکٹس دئے ہیں وہ میرے ڈپارٹمنٹ میں ہیں۔ اور اسی پر یہ ساری تفصیلات آگئیں۔

منسٹر ڈپٹی اسپیکر - کیا آنریبل منسٹر زیادہ وقت لینگے ؟

ڈاکٹر چناریڈی - مجھے چند اور امور کے بارے میں بھی وضاحت کرنا ہے اسلئے مجھے کم از کم مزید ۱۵ منٹ دئے جائیں تو ٹھیک ہوگا۔

یہ کہا گیا کہ آپ تو انجن پھینک دیتے ہیں لیکن ان لوگوں کو ڈسٹرکٹس اور تعلقوں سے یہاں آنا پڑتا ہے اس سلسلہ میں ڈپارٹمنٹ کافی تفصیل سے غور کر کے ضرورتوں کے طرف رجوع ہو کر مناسب انتظامات کیا۔ میں بھی کٹھیویٹر کا درد جانتا ہوں اس کے لئے اپنے دل میں تڑپ رکھتا ہوں۔ میں یہ تو دعویٰ نہیں کرتا کہ (Farmers) کو آرگنائز (Organise) کرنے کا پورا ذمہ میرا ہے بلکہ میرے پولیٹیکل فیلڈ میں آنیکی ایک آدمہ وجہ یہ بھی ہے۔ میرے پولیٹیکل اپونٹس میرے خلاف کہنے والے تو میرے قد پر بھی اعتراض کریں گے۔ میری عمر پر بھی اعتراض کریں گے میرے رنگ پر بھی اعتراض کریں گے لیکن یہ ماننا پڑیگا کہ میں گاؤں میں بھرتا ہوں۔ بلکہ اکثر یہ شکایت رہی ہے کہ میں زیادہ گھوما کرتا ہوں۔ میری یہی خاصی طاقت ہے کہ میں لوگوں کے درمیان جاتا ہوں۔ مجھے انکے مشکلات کا کافی اندازہ ہے۔ میں سپر غور کرتا ہوں کہ کس طرح حالات کو ٹھیک کرنا چاہئے۔ وینکٹیشور راؤ صاحب کا کیس جو موضوع بحث بنا ہوا ہے.....

شری ٹریلدر - یا موضوع بحث بنایا گیا ہے۔

ڈاکٹر چناریٹی - (Services and repairs) کے بارے میں جو امور طے پاے ہیں اس سلسلہ میں تفصیلات کا ذکر کرونگا۔ اس بارے میں میں کندی سری نیواس راؤ اور ونکیشور راؤ کے گیارٹی سرٹیفکیٹ پیش کرتا ہوں۔ ہمارے حالیہ شرائط میں یہ درج ہے

“ If required we agree to transport the pumping set and accessories at a flat rate of As. 12 per mile and Rs. 8/- for loading and unloading from godown to place of installation”.

اسکے مقابلہ میں میں ونکیشور راؤ صاحب سے متعلقہ file میں سے ان کی شرط بتلاتا ہوں

“ We undertake to transport the pumping set complete with accessories to the spot of installation at the following charges to be paid by the cultivator.

1. O.S. Re. 1/- per mile for transport & O.S. 10 for loading and unloading, etc.

اب سوال صرف معمولی حساب کا رہ جاتا ہے کیا ان کے ایک روپیہ حالی سے ہمارے بارہ آنہ کدرا اور اسی طرح سے ان کے دس روپیہ حالی سے ہمارے آٹھ روپیہ کدرا زیادہ ہیں؟ اس حساب میں غلطی یا غلط فہمی ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے نئے شرائط میں

Installation charge for the pumping set will be I.G. Rs. 50.

اس کے مقابلہ میں ونکیشور راؤ صاحب کے (Agreement) میں

“ We undertake to instal the pumping set at the cultivator's well on payment of O.S. Rs. 75”.

(۵) روپیہ حالی (۵) روپیہ کدرا سے کم تو نہیں ہیں اس کے بعد بھی ملزم میں۔ اور مستغیت کچھ اور لوگ بن جاتے ہیں۔ ایک اور چیز یہ کہ پہلے چھ مہینے Free service کے ساتھ ساتھ ان انجنوں میں سے کسی ایک کو چنتے کا اختیار کاشتکار کو ہے اور اس وجہ سے manufacturers کو ظاہر ہے کہ گھوم گھوم کر گا ہکوں کو تیار کرنا پڑیگا۔ گورنمنٹ خود کو ان Manufacturers کے Selling Agents (Distributors) کے حالت کو (Reduce) نہیں کیا اور جو انجن جس کسی کمپنی کے بیچے جاتے ہیں وہ انہیں واپس کرینگے اور ان کی رقم معہ سود کے وصول کرلی جائیگی اور پھر گاؤں کے لوگوں کو بھٹکانے والے بھی ہوتے ہیں۔ اس میں ریورنگ اس قدر کرنی پڑتی ہے اور کاشتکاروں کا اعتدال حاصل کرنا پڑتا ہے کہ وہ کلمینیشن میں لگ سکیں یا نہیں یہ ان پر چھوڑ دیتا ہوں۔ اس میں چھ مہینے کے بعد فری سروس کا جو خرچہ آئیگا اس کے بارے میں بھی عرض کرنا ہے۔

After the first six months, for minor repairs there will be a charge of I.G. Rs. 15

اور ان کے پاس

“ We undertake free servicing and repairs for six months from the date of installation. Afterwards the following charges will be made for repairs.....

O.S. Rs. 20. ”

پندرہ کھنڈار کے مقابلہ میں ۲۰ حالی ہیں ۔ میں اس بارے میں زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا ۔ ڈپارٹمنٹ کے آفیسرس پر چھوڑنا نہیں چاہتا ۔ میں ہر قدم پر اس کی ذمہ داری لیتا ہوں ۔ غلط ہوا ہے تو میں ہی ملزم نمبر ایک ہوں اور اگر کوئی سہارہ ہے تو اس کا بھی حقدار میں ہوں ۔ اور اگر آپ یہ کریڈٹ نہیں دیتے تو آپ ڈیموکریسی کا دروازہ غلط طریقہ سے بند رکھتے ہیں اگر آپ اس کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں تو میں سمجھونگا کہ ڈیموکریسی کے دروازوں کو اور کھٹکھٹانا پڑیگا ۔ ہاؤز اور Opposition کا بھی اچھے کاموں میں appreciation ملا ہے ۔ مجھے تو اس بات پر فخر ہے ۔ اور اس بارے میں کئی موقعوں پر میری ہمت افزائی بھی ہوئی ہے ۔ اور خود اپوزیشن کی طرف سے مجھے اس کام میں کوآپریشن ملا ہے ۔ اور پولیٹیکل پارٹیز نے جب کہ میں ٹور پر تھا اس بارے میں کافی کنسنٹرکٹیو سنجیشن دئے ۔ ایسی صورت میں میں دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں اس بارے میں مایوس نہیں ہوں ۔ آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن کو بھی میری طرف سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ کاشتکاروں کو نقد پیسہ کیوں نہیں دینا چاہئے ۔ اور اس سے کیا ہوتا ہے ۔ پولیٹیکل کاریہ کرتا بھی اس بارے میں کیا کوشش کرتے ہیں ۔ ہوتا یہ ہے کہ لوگ تقاویٰ لیتے وقت غلط طریقہ سے ہی کیوں نہ ہو سمجھتے ہیں کہ ہمیں پھر واپس دینا نہیں پڑیگا ۔ چنانچہ اسی تصور میں ۲۵ فیصد تک بھی کسی کو رشوت دیکر یا اور فضول طریقہ سے خرچ کر کے سو میں سے ۵ روپیئے بخوشی حاصل کر لیتے ہیں ۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ ۵ روپیئے مل گئے ۔ مگر دو سال کے بعد جائیداد کی قرق، ضبطی، ہراج وغیرہ کی کارروائی انکے خلاف ہوتی ہے ۔ تو اس وقت کاشتکار کی کیا پریشانی ہوتی ہے اس کا میں اندازہ کر سکتا ہوں اور مجھے یقین ہے ادھر کے بہت سے آنریبل ممبرس اندازہ فرما سکتے ہیں ۔ میں اس قسم کے کئی Cases میں اب نہیں پہلے پبلک کارکن کی حیثیت سے اور پولس اکشن سے پہلے بھی ان مصیبتوں کو بھگتے دیکھا ہوں ۔ میرا تو خیال ہے کہ دوسرے وجوہات کے ساتھ ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ (Co-operative Bank) کے قرضوں سے کاشتکار فائدہ اٹھانے کے بجائے بہت نقصان اٹھائے اور پریشانی کا شکار ہوئے ۔ اور آج وہ طریقہ اس طرح کامیاب نہیں ثابت ہوا ۔ ہمیں تو کاشتکار کا پرنٹل کیئر (Parental Care) کرنا پڑتا ہے ۔

‘You have to do this, you have to accept this’

ہم کوئی بے ایمانی نہیں کر رہے ہیں۔ اگر بے ایمانی کرینگے تو وہ برا ہوگا۔ ہوتا یہ ہے کہ رسید پیش کرنا کوئی مشکل نہیں ہوتا دوکاندار سے کہتے ہیں کہ ۱۰ روپیے زیادہ لیکر زیادہ کی رسید لکھ دو۔ وہ لکھ دیتا ہے۔ اسلئے اسپر نگرانی رکھنی پڑی۔ پہلے تو چار ہزار فی انجن مقرر تھا۔ لیکن میں نے اس کو تین ہزار کر دیا۔ میں چاہتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس پیسے سے فائدہ اٹھائیں۔ آنریبل ممبر جیورگی نے یاد پڑتا ہے کہ گزشتہ کسی موقع پر یہ الزام لگایا کہ پہلے تین ہزار تھے اب چار ہزار کر دئے گئے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ پہلے چار ہزار تھے اور اب تین ہزار کر دئے گئے ہیں۔ تو اس وقت اس آنریبل ممبر کا کہنا میرے پر الزام نہیں ہے بلکہ میرے لئے (Compliment) ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جو رقم دی جا رہی ہے وہ بھیک تو نہیں ہے۔ وہ قرضہ ہے اور سود کے ساتھ واپس دینا پڑتا ہے مگر اس سے زیادہ لوگوں کو بھی فائدہ پہنچانے کی ضرورت ہے۔ دو ور ڈھائی ہزار کی لمٹ بھی اسلئے رکھی گئی ہے خاص طور پر کرلوسکر انجن انڈین مینوفیکچرڈ ہونے پر چیلنج کیا گیا۔ میں ایسے چینس سے گھبراتا ہوں۔ اسلئے کہ ایسے جذبات میں آکر اصل واقعات سے دور ہونے کا اور غلط نتیجوں پر پہنچنے کا احتمال رہتا ہے ورنہ میں بھی خوب بولنے والا ہوں۔ اور بول سکتا ہوں۔ کانگریس میں اور دوسرے پبلک زندگی میں بھی میرا یہ ریوٹیشن ہے کہ میں خوب بولتا ہوں اور سختی کے ساتھ بول سکتا ہوں۔ میں اس چیز میں پکا ہوں۔ لیکن اس طرح جذبات میں آکر صحیح اور غلط میں تمیز کرنے میں غلطی نہیں کرنی چاہئے۔ کرلوسکر کے انڈین مینوفیکچر ہونے کے بارے میں کہا گیا۔ میں خود اس فیکٹری کو دیکھا ہوں۔ بلم پلی فیکٹری بھی دیکھا ہوں وہاں کے لیبررز کے نمائندوں اور ان کے صدر صاحب ہاؤز کے ایک معزز رکن شری یم۔ بچا بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سے بھی ملا ہوں اور میں سب دیکھا ہوں۔ میں ایسے لوگوں میں سے نہیں ہوں جو کسی آدمی کو نہ دیکھیں۔ اور ایک بند کمرے میں بیٹھ کر کچھ کریں۔ اگر یہی ڈیموکریسی ہے تو میں اسکو نہیں مانتا۔ تو میں کہہ رہا تھا کہ میں نے کرلوسکر فیکٹری کو دیکھا ہے۔ آنریبل فینانس منسٹر نے جرمنی میں فیکٹری دیکھنے میں جتنا وقت لگایا میں نے اس سے زیادہ وقت ہی دیا ہے۔ تفصیلات بھی دیکھا ہوں۔ یہ صحیح ہے کہ پراک کے کچھ ٹولس وہاں جاتے ہیں۔ آنریبل منسٹر کلمرس اینڈ انڈسٹریز بھی اسکی وضاحت کرینگے کہ یہ انڈین مینوفیکچر ہے یا کیا ہے۔ جہاں تک میں نے دیکھا ہے صرف ایک پارٹ باہر سے (Import) ہوتا ہے۔ مجھے اسکا نام یاد نہیں اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آج یہ بحث یہاں ہونے والی ہے تو میں اسکو معلوم کر کے آتا۔ یہ ایک پارٹ انڈیا کے باہر سے اسپورٹ کیا جاتا ہے۔ اسلئے لئے گورنمنٹ آف انڈیا نے لائسنس بھی دیا ہے۔ مجھے تعجب تو یہ ہے کہ اس طرح ایک پارٹ فارن سے (Import) ہونے پر کوئی اگر عذر ہوسکتا ہے تو وہ لوگ اکثر باہر کے انجنوں میں (Deal) کرنے والے ونکیشور راؤ جیسے (Dealers) کے وکالت کیس طرح کر سکتے ہیں۔ میں آپ سے کہوں گا کہ منسٹر کرلوسکر سنٹرل گورنمنٹ

(Development Council) کے ممبر ہیں۔ انکو حکومت بمبئی نے روڈ ٹرانسپورٹ اکسپرٹ کے طور پر بلایا تھا۔ اب اگر آپ یہ کہیں کہ شری مرار جی دیسانی کو جو بمبئی کے چیف منسٹر ہیں ان کے لڑکے کے ساتھ کرلوسکر خاندان کی ایک لڑکی کی شادی ہوئی یا یہاں کے بعض ممبرس بلکہ ایوزیشن میں سے بھی میرے عزیز ہونے ہیں تو بھلا بتلائے ان باتوں سے کیا حاصل ہے۔ خیر پھر بھی مجھے خوشی ہے کہ چاہے کسی سلسلہ میں کیوں نہ ہو ہمیں ان تمام باتوں پر غور کرنے کا موقع ملا ہے اور غلط فہمی دور کرنے کا موقع ملا۔ ڈیموکریسی میں ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ دوسرے لوگ کہیں تو برا ہے لیکن ہم خود آپس میں ان باتوں پر ایک دوسرے کے (Good will) کے ساتھ غور کریں تو اس سے میں سمجھتا ہوں کہ ڈیموکریسی کی شاندار جیت ہو سکتی ہے اور یہ ڈیموکریسی کی شاندار جیت ہے۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں نا تجربہ کار ہوں نوجوان ہوں اسلئے ممکن ہے کہ ڈپارٹمنٹ والے مجھے جیسا چاہے چکر دیتے ہوں گے۔ یہ کس حد تک ٹھیک ہے اس کا اندازہ آپکو ڈپارٹمنٹ والوں کے ان خیالات سے ہوگا کہ وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ میں بہت چھوٹی چھوٹی تفصیلات کی چھان بین کرتا ہوں اور تفصیلات سے واقف ہوں وہاں ڈپارٹمنٹ کے اہم اور ضروری باتوں سے بھی بے خبر نہیں ہوں۔ چکر وغیرہ دینے کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے تمام ضروری باتوں پر روشنی ڈالی ہے۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہندوہ ریس منٹ سے زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ مجھے اپنا وعدہ پورا کرنا ہے۔ باقی جو چیزیں ویل ارریگیشن، کاسٹ آف کلٹیویشن، کاسٹ آف ارریگیشن پر ایگر (Cost of irrigation per acre) مینر ارریگیشن، Tanks وغیرہ کے بارے میں رہ گئی ہیں وہ کسی اور وقت زیر بحث لائی جائیں گی۔ اور بالخصوص آنریبل ممبر (ورنگل) نے جن چیزوں کی جانب جس سنجیدگی سے توجہ دلائی اس سنجیدگی سے اور پورے سائنٹفک (Scientific) اور ٹیکنیکل (Technical) معلومات کے ساتھ ان کا جواب بھی میں کسی اور موقع پر دوں گا۔

7. 20 p.m. The House then adjourned till Two of the clock on Monday the 21st September, 1953.

